رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

قیمت پیشگی سالانہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

چو گویم باؤ گرامی چہار قادیان | دو اجیں شفا ہیں غرض دارالامان

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۳۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء مطابق ۹ رمضان ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

سلسلہ روایات پر بدظنی کرنیکے نتیجے

جب ہم لوگوں کے میل ملاپ قیل و قال اور دوسرے امور میں غور کرتے ہیں تو ہمارا دل بے اختیار بول اٹھتا ہے کہ یہ سب انتظام سلسلۂ روایات کی بنا پر چل رہا ہے ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں سب سے بڑا شہر لندن ہے سب سے بلند پہاڑ ہمالیہ سب سے بڑا براعظم ایشیا اور سب سے چھوٹا براعظم یورپ ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اکبر اورنگ زیب سیواجی بادشاہ تھے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم نبوت کے دعویدار تھے حضرت ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ ان کے اصحاب خاص تھے اور آنحضرت کی صحبت سے فیض اٹھانیوالے اور نبوت کے نوروں کو حاصل کرنیوالے وہی بزرگ تھے۔ ہم جانتے ہیں کہ موجودہ قرآن شریف انہیں کے ذریعہ سے آہستہ آہستہ بتدریج ہم تک پہنچا ہے ہم جانتے ہیں کہ فلاں فلاں ہمارے حقیقی والدین ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ تقریباً کل کی کل باتیں جو ہم جانتے ہیں انکی بنا اصل میں سلسلہ روایات ہی ہے اور بس۔ اگر انسان اس سلسلہ پر بدظنی کرنے لگے تو سب سے پہلے اپنی ہی خبر نہیں ہوتی۔ کیونکہ محض اپنی والدہ کی روایت سے ہی انسان اپنے والدین کی راستبازی پر کامل یقین رکھکر اپنے آپ کو یقینی طور پر ان کا فرزند بتلاتا ہے۔ مگر افسوس کہ اس زمانہ میں بدظنی حد سے زیادہ بڑھ گئی یہانتک کہ لوگوں کے اپنے دل جب بہت ناپاک ہو گئے اور دیانت امانت کا نام و نشان نہ رہا سچ بولنے کی عادت ہی بھولا دی اور جھوٹ کو ایک حلوہ بے دود سمجھنے

لگے گویا ... کا رخ ہی بدل گیا اور ... راستبازوں اور دیانتدار صادقوں پر بدظنیاں ہونے لگیں جنہوں نے سچائی کیخاطر بال بچے گھر بار دوست یار مال دولت عزت عظمت سب کو خیرباد کہدیا تھا بلکہ سچائی کیخاطر اپنی جانیں دیدیں اور اپنے سر کٹوا دیئے مگر راستی سے منہ نہیں پھیرا۔ ہائے افسوس کہ ان پاک باطنوں پر طرح طرح کے الزام لگائے گئے (معاذ اللہ) کسی نے تو انکو غاصب ظالم مکار غیروں کے حقوق چھیننے والے وغیرہم الفاظ سے یاد کرنا شروع کر دیا کسی نے انکو دروغگو ثابت کر کے انکی متبرک تحریروں اور تقریروں سے منہ پھیرنا چاہا کسی نے انکی بین بین راستہ اختیار کر لیا اور بعضوں نے یہ خیال کر کے کہ جب ہمارے دینی معلومات کا تمام ذخیرہ ایسے لوگوں کے ذریعہ سے ہی ہم تک پہنچا ہے جو (معاذ اللہ) ظالم غاصب اور دروغگو تھے اور غیروں کے حقوق چھیننے والے اور راستی کے دشمن تھے تو انہوں نے ہر ایک ایسی روایت سے خواہ وہ تحریراً ہو یا تقریراً کنارہ کش ہونا ہی مناسب سمجھا اور دین کے بنے بنائے انبار سے انکار کر دیا اور (معاذ اللہ) قرآن شریف کو بیاض عثمانی اور حدیثوں کو غلط روائتیں قرار دیکر دین الٰہی سے منہ پھیر لیا۔ کاش وہ اپنے نفسوں کا مطالعہ کرتی اور اپنے اندر نظر دوڑاتے تاریکی اصلاح کرکے ایسے راستبازوں پر ناجائز حملے نہ کرتی اور انکی نسبت بدظنی سے کام نہ لیتے بڑے افسوس کی بات ہے کہ راستبازوں پر تو بدظنی کرنیکے لئے جھٹ تیار ہو جاتی ہیں۔ مگر ان سب باتوں کو جن سے ایمان کو کوئی تعلق نہیں حسن ظنی سے مانتے چلے جائیں گے مگر یہاں تاڑنے والے ایسے لوگوں کو باتوں ہی باتوں میں تاڑ جاتے ہیں کیونکہ سمجھتے ہیں اور خوب سمجھتے ہیں کہ جیسے وہ راوی تھے ویسے ہی یہ بھی تو راوی ہی ہیں۔ انکے اعمال اور اخلاق صدق اور وفا اخلاص اور اتقا اس درجہ کا تھا اور ان کے افعال اور اقوال اس رنگ کے ہیں کہ اُن سے مقابلہ کرکے اصلی بات نکال لیتے ہیں اور انکی روایتوں کو انکی روایتوں کے سراسر میں اعلیٰ پایہ پر مانتے ہیں۔ اور انکی ہزار ہا روایتوں کو انکی ایک روایت کے مقابلہ پر ہیچ سمجھتے ہیں

کہ اس عدلی سلطنت کی شکر گزاری کے لئے یہ بھی ضرور ہے کہ جیسا انکی دولت ظاہری کی خیر خواہی کیجاتی ہے ایسا ہی اپنے وعظ اور معقول بیان اور عمدہ تالیفات سے یہ کوشش کیجائے کہ کسی طرح دین اسلام کی برکتیں بھی اس قوم کے حصہ میں آجائیں اور یہ امر بجز رفق اور مدارا اور محبت اور علم کے انجام پذیر نہیں ہو سکتا خدا کے بندوں پر رحم کرنا اور عرب اور انگلستان وغیرہ ممالک کا ایک ہی خالق سمجھنا اور اسکی عاجز مخلوق کی دل وجان سے غمخواری کرنا اصل دین و ایمان ہے پس سب سے اول بعض ان ناواقف انگریزوں کے وہم کو دور کرنا چاہئے کہ جو بوجہ ناواقفیت یہ سمجھ رہے ہیں کہ گویا قوم مسلمان ایک ایسی قوم ہے کہ جو نیکی کرنیوالوں سے بدی کرتی ہے اور اپنے محسنوں سے ایذا کے ساتھ پیش آتی ہے اور ایسی عربی گورنمنٹ کی بدخواہ ہے حالانکہ اپنے محسن کے ساتھ باحسان پیش آنے کی تاکید جسقدر قرآن شریف میں ہے اور کسی کتاب میں اس کا نام ونشان نہیں پایا جاتا وقال اللہ تعالیٰ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاءِ ذی القربیٰ۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصطنع الیکم معروفا فجازوہ فان عجزتم عن مجازاتہ فادعوا لہ حتی یعلم انکم قد شکرتم فان اللہ شاکر یحب الشاکرین۔ الملتمس خاکسار غلام احمد عفی عنہ

انجمن احمدیہ ضلع گورداسپور

حسب الحکم صدر انجمن احمدیہ قادیان تمام ضلعوں میں ایک ضلع کی انجمن بنائی گئی ہے گورداسپور کے ضلع کی انجمن قادیان میں بنائی گئی ہے اور اس کی شاخوں کا بنانا ضلع گورداسپور کے مختلف مقامات میں ضروری ہے لہذا بذریعہ اشتہار ہذا ان تمام احمدی برادروں کی خدمت میں جو کہ گورداسپور کے ضلع کے کسی قصبہ میں رہتے ہوں۔ التماس ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے مقامات میں اس انجمن کی شاخیں بنا کر راقم کو جلد مطلع فرماویں اور جس جگہ بسبب تھوڑے احمدی ہونے کے انجمن نہ بن سکے اس جگہ کے احباب کسی قریب کی انجمن کے ممبر بن جاویں ہر ایک شاخ انجمن اپنے علاقہ کی حد بندی مقرر کر کے عاجز کو اطلاع دے کہ کس حد تک کے احمدی برادران اس کے ممبر ہیں یا ہو سکیں گے۔ نیز ہر ایک مقام کے احمدی برادران اپنی ایک فہرست بطریق نقشہ ذیل بنا کر بہت جلد عاجز کے پاس ارسال کر دیں تاکہ تمام احمدی برادران ضلع گورداسپور کے نام ایک رجسٹر میں لکھے جاویں۔

نمبر	نام	ولدیت	پیشہ	سکونت	تاریخ بیعت	تعداد افراد خاندان	چندہ					کیفیت
							[illegible]	ماہوار	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

کنبہ کے دیگر اشخاص میں بیوی اور خورد و کلان تمام بچوں اور دیگر متعلقین کے نام بھی لکھنے چاہئیں کیونکہ اس کے جو سلسلہ احمدیہ کا ممبر ہی ہے انکاری ہو جیسا کہ ہر ایک مذہب کی مردم شماری میں نابالغ بچے اسی مذہب میں شمار کئے جاتے ہیں اسی طرح احمدیوں کے بچے سب احمدی شمار ہونگے۔

چونکہ اخبار سب جگہ نہیں پہنچتے اس واسطے جن احباب کو یہ اخبار ملے وہ اپنے قریب کے گاؤں میں اس کی اطلاع کر دیں۔ یہ فہرستیں بہت جلد دفتر ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں خط میں کسی شخص کا نام ہو صرف وہ پتہ ہو جو صحیح ذیل ہے کیونکہ عہدہ دار ہمیشہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں جن صاحبان کے پاس انجمن بنانے کے قواعد نہ ہوں وہ دفتر ہذا سے منگوا سکتے ہیں۔

المشتہر سکرٹری معاملات انجمن احمدیہ ضلع گورداسپور قادیان

رمضان المبارک کی سحری وافطار کا وقت

اکتوبر ۱۹۰۷ء	رمضان المبارک	انتہائے وقت سحر	وقت افطار
۹	۱	۴-۵۸	۶-۱۰
۱۰	۲	۴-۵۸	۶-۹
۱۱	۳	۴-۵۹	۶-۸
۱۲	۴	۵	۶-۷
۱۳	۵	۵-۱	۶-۶
۱۴	۶	۵-۱	۶-۵
۱۵	۷	۵-۲	۶-۴
۱۶	۸	۵-۳	۶-۳
۱۷	۹	//	۶-۲
۱۸	۱۰	۵-۴	۶-۱
۱۹	۱۱	//	۶-۰
۲۰	۱۲	۵-۵	۵-۵۹
۲۱	۱۳	۵-۶	۵-۵۸
۲۲	۱۴	۵-۷	۵-۵۷
۲۳	۱۵	۵-۸	۵-۵۶
۲۴	۱۶	۵-۹	۵-۵۵
۲۵	۱۷	//	۵-۵۴
۲۶	۱۸	۵-۱۰	۵-۵۳
۲۷	۱۹	۵-۱۱	۵-۵۲
۲۸	۲۰	۵-۱۲	۵-۵۱
۲۹	۲۱	۵-۱۱	۵-۵۰
۳۰	۲۲	۵-۱۴	۵-۴۹
۳۱	۲۳	۵-۱۵	۵-۴۸
یکم نومبر ۱۹۰۷ء	۲۴	۵-۱۶	۵-۴۷
۲	۲۵	۵-۱۶	۵-۴۶
۳	۲۶	۵-۱۷	۵-۴۵
۴	۲۷	۵-۱۸	۵-۴۴
۵	۲۸	۵-۱۹	۵-۴۳
۶	۲۹	۵-۲۰	۵-۴۲
۷	۳۰	۵-۲۱	۵-۴۱

نوٹ۔ یہ اوقات ریلوے ٹائم کے مطابق ہیں چونکہ ہندوستان ٹائم ہے اور مختلف شہروں میں سورج میں بہت فرق ہو جاتا ہے ہر جگہ شہر میں اپنی گھڑی کو ایک دن سورج کے ساتھ مقابلہ کر لینا چاہئے پھر اسکے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ یہ وقت نجوم دانستوں کا بالکل درست نہیں ہوگا لیکن اس سے ایک منٹ تک فرق رہ جائیگا۔

احمدی انجمنوں کیلئے پہلا نازک کام

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ آخر مختلف مقامات پر احمدی جماعتوں کے قائم کرنے کی تحریک نے کامیابی کا خوشنما چہرہ دکھایا۔ اکثر جگہ انجمنیں قائم ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ بعض جگہوں پر صدر انجمن احمدیہ نے ضلع کی انجمنیں بھی قائم کر دی ہیں۔ ضلع کی انجمنوں کا کام ہوگا کہ وہ اپنے ضلع کے کل احمدیوں کی ایک باقاعدہ فہرست تیار کریں۔ اور جہاں جہاں مناسب سمجھیں احمدی انجمنیں قائم کریں اور اپنے صدر مقام پر ایک لائبریری قائم کریں جہاں سلسلہ کے اخبارات و رسالجات کے علاوہ سلسلہ کی کل تصنیفات موجود رہیں جس سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں اور سلسلہ کے متعلق اپنی معلومات کو وسیع کریں۔ ایسا ہی ان ضلع کی انجمنوں کا کام ہوگا کہ وہ اپنے ضلع کے کل احمدیوں میں سلسلہ کی ضروریات کی تحریک کر کے چندہ وصول کر کے باضابطہ قادیان پہونچائیں۔ خدا کے فضل اور توفیق سے امید کیجاتی ہے کہ یہ انجمنیں ایک وقت میں ایک نہایت ہی مفید وجود ثابت ہونگی۔

میں نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ظاہر کیا تھا کہ انجمنوں کے انعقاد کے وقت ایک ابتدائی مصیبت اور آفت آیا کرتی ہے اور وہ عہدہ داروں کا تقرر یا کسی کی ذاتی رائے کی مخالفت ہوتی ہے اس لئے ایسے موقعوں پر ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ ہم ضد اور سخن پروری سے کام نہ لیں بلکہ جو کچھ کہیں

نیک نیتی اور للہیت سے کہیں

اور اس کی پرواہ نہ کریں کہ ہماری رائے کا اتباع کیا گیا ہے یا نہیں اسی کو خیر و برکت کا موجب سمجھنا اور یقین کرنا چاہیئے جو سب جناب الٰہی سے طے کریں + اور ایسا ہی حصول عہدہ کے لئے کوئی جد و جہد یا جوڑ توڑ کی حاجت نہیں۔

جس کو سب بھائی ملکر کوئی کام سپرد کریں اسے پوری رضامندی ظاہر کیا کرے گو بظاہر اپنی رائے کے خلاف ہی ہو۔ بہر حال پورے امن اور سلامت روی سے اس کام کو کرنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری غلطیاں اور فرو گذاشتیں۔ ہماری خود غرضیاں اور سخن پروریاں خدا کے برگزیدہ بندے کی راہ میں روک ہوں۔

اس کے بعد میں ایک اور ضروری امر پر احمدی انجمنوں کو توجہ دلانی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ان کے قیام کے ساتھ ہی ایک نہایت نازک اور ذمہ داری کا کام ان کے سامنے آتا ہے وہ کیا

سنہ ۱۹۱۰ء کا بجٹ

عنقریب مجلس ناظم کے سکرٹری صاحب احمدی انجمنوں کے پاس سنہ ۱۹۱۰ء کا بجٹ بغرض اظہار رائے بھیجنے والے ہیں۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ بجٹ ان کے پاس پہونچے میں احمدی انجمنوں کو آگاہ کروں کہ ان کو اس کے متعلق کیا کرنا ہوگا۔

سنہ ۱۹۱۰ء کے بجٹ میں مجموعی طور پر وہ سالتمام کے اخراجات کی ایک مجمل میزان پائیں گے اور انہیں معلوم ہوگا کہ اسقدر روپیہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مختلف شاخوں اور صیغوں کے لئے درکار ہے۔ اس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ لنگر خانہ کی ضروریات اور اس کے اخراجات اس سے الگ ہیں اور لنگر کے اخراجات کسی صورت میں

تین ہزار روپیہ ماہوار

سے کم نہیں اور ان ایام میں جبکہ گرانی اور قحط کا عام شور مچ گیا ہے یہ اخراجات ڈیوڑھے کے قریب ہو رہے ہیں۔ پس احمدی انجمنوں کو جہاں اس بجٹ پر غور کرنا ہے اور اس روپیہ کے فراہم کرنے کی تجاویز سوچنا ہے اس کے ساتھ ہی لنگر خانہ کے پچاس ہزار روپیہ سالانہ کے اخراجات کو بھی ملحوظ خاطر رکھ لینا چاہیئے۔ احمدی جماعتوں کی روز افزوں ترقی اور سلسلہ میں شامل ہونیوالوں کی کثرت اس سوال کو تو آسانی سے حل کر سکتی ہے بشرطیکہ ایک خاص ترتیب اور ضابطہ تحصیل کو مد نظر رکھا جاوے اگر ہر احمدی چندہ دینے والوں کی فہرست میں داخل ہو اور وہ ایک روپیہ سالانہ ہی دے تو کئی لاکھ جمع ہو سکتا ہے چہ جائیکہ بعض کئی کئی سو بھی دیتے ہیں۔ اس لئے احمدی انجمنوں کا فرض ہوگا کہ وہ وصولی چندہ کے لئے خاص التزام اور اہتمام کریں + میرا خیال ہے کہ وہ بجٹ کے مختلف حصول پر شاید کوئی رائے زنی نہ کر سکیں گو انہیں پورا حق ہے اور صدر انجمن احمدیہ ان رائوں پر انشاء اللہ کافی غور کرنے کو آمادہ ہے۔ تاہم اس بجٹ کے مطالعہ سے قریباً ہر احمدی کو علم ہو جائیگا کہ قادیان میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ماتحت کیا کام ہو رہا ہے اور اصل کام کے اخراجات کس پیمانہ پر ہیں اور ان کو پورا کرنے کے لئے ہمیں کیا سبیل کرنی چاہیئے۔

اس سے پہلے وہ لوگ جو سلسلہ کے ان صیغوں کا اہتمام کرتے ہیں اپنی صیغہ کی ضرورتوں کے لئے عام تحریک کیا کرتے تھے اور انہیں بہت سارا وقت ان تحریکوں کیلئے دینا پڑتا تھا مگر اب یہ تحریکیں ان انجمنوں کی معرفت ہونگی اسلئے احمدی انجمنوں کو اپنے اس فرض کا احساس بڑے زور سے کرنا چاہیئے + ان کے ذمہ معمولی کام نہیں رکھا گیا بلکہ ایک نازک ذمہ داری انپر رکھی گئی ہے خدا کرے کہ ہم سب اپنی ذمہ واریوں کو سمجھیں اور وہی اپنے فضل سے توفیق دے کہ اس امتحان میں پورے اتریں۔

سینکڑوں اور ہزاروں سے گذر کر لاکھوں پر بات آگئی ہے اور دن بدن بڑھیگی کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے اسلئے بڑی مستعدی کیساتھ انجمنیں اس کام میں حصہ لیں۔ میرا اپنا خیال ہے کہ اگر احمدی انجمنوں نے ہر احمدی سے پورا چندہ لینے کا التزام کیا ہے خواہ کیسی ہی خفیف سے خفیف رقم بھی کیوں نہو تو انشاء اللہ العزیز یہ قومی ضرورتیں بڑی آسانی سے طے ہوتی جائینگی + اکثر جگہ زمینداروں کے گروہوں کے گروہ اس سلسلہ میں شامل ہیں اسلئے اگر وہ فصل کے موقع پر اجناس کی صورت میں چندہ دیں تو یہ بھی مفید صورت ہو سکتی ہے۔ بہر حال اسوقت چندہ کی کسی خاص صورت پر زور دینا میرا مقصد نہیں بلکہ میں صرف اس ذمہ داری سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو سال آئندہ کیلئے ہم پر ہے اور جسکا تہیہ اور تیاری ہمیں ابھی سے کرنی چاہیئے۔ یہ سب کچھ ہوگا اور ضرور ہوگا اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ یہ سلسلہ بڑھے اور پھولے کیونکہ وہ دنیا کی رستگاری کا ذریعہ ہے اور خود خدا تعالیٰ نے اسے قائم کیا ہے مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جن کے دام درم قلم قدم اور خدمات اس سلسلہ کے لئے کام آئیں گے۔ اے خدا تو آپ ہی ان ضرورتوں کا احساس ہم میں پیدا کر اور تو ہی توفیق دے کیونکہ ساری توفیقیں

مکتوبات

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
عنایت نامہ پہونچا۔ اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ برخلاف طبیعت
کے دنیا داروں کے جو ایک رنگ میں دہریہ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ نے
آپ کو استقامت بخشی یہ بڑی نعمت ہے بشرطیکہ دوسرے لوازم
اطاعت بھی ساتھ ہوں۔ مجھے بہت کم اتفاق ہوا ہوگا کہ آپ کے امر میں
مجھے کبھی قسم کھائی ہو لیکن میں اس خدائے حی و قیوم کی قسم کھاتا ہوں جس
کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نے اس قدر آپ کے لئے دعائیں کی
ہیں کہ اگر وہ ایک درخت خشک کے لئے کی جاتیں تو وہ بھی سبز ہو جاتا
اور ابھی میں تھکا نہیں جب تک وہ فرشتہ ظاہر نہ ہو کہ جو قضا و قدر کے امر کو
ظاہر ہوتا ہوا دکھلائی دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی میرے ساتھ یہ عادت
ہے کہ جب دعا انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو آخر ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے
وہ اپنے ہاتھ سے اس روک کو توڑتا ہے تب بعد اس کے بلا توقف
رحمت الٰہی ظاہر ہو جاتی بلکہ قبل اس کے جو صبح ہو آثار رحمت نمودار ہونے
لگتے ہیں۔ سو میں اسی غرض سے دعا میں مشغول ہوں آپ پر بھی لازم ہے
کہ آپ دعاؤں پر دل سے ایمان لا کر ایسے خوش رہیں۔ جیسا کہ ایک
شراب پینے والا عین نشہ کی حالت میں خوش بلکہ اس سے بڑھکر اور جو دہریہ
کے رنگ کے لوگ ہیں انکی باتوں کے سننے سے پرہیز کریں کیونکہ وہ لوگ
خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے ہیں مومن پر ضرور ابتلاء آتا ہے اور کبھی ابتلاء
لمبا بھی ہو جاتا ہے مگر آخرکار رحمت الٰہی کی صبح نکلتی ہے اور تمام غم کی
تاریکی کو دور کر دیتی ہے لیکن جب فاسق یا کافر پر ابتلا آتا ہے۔ تو وہ
اسکی برداشت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کو خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں صرف اسباب
پر بھروسہ ہوتا ہے جب اسباب نابود ہو گئے تب وہ بھی نابود ہونے کو
طیار ہو جاتا ہے سو آپ کے لئے جو تخم ریزی ہے یہ ایسی نہیں کہ خالی جائے
صرف صبر درکار ہے اور سوء ظن زہر قاتل ہے اگر زمین مدراس کی آپ کو
تکلیف دہ معلوم ہو آپ مع جمیع قبائل قادیاں میں آ جائیں۔
غرض اب آپ سے صبر اور استقامت کا مطالبہ ہے جب پھر آپ کے لئے
دن پھریں گے۔ تو آپ ان دنوں کو یاد رکھیں گے۔ اور ضرور دل میں حسرت
کریں گے۔ کہ کاش میں نے جسقدر مصیبت پیش آمدہ پر صبر کیا اس سے زیادہ
کرتا۔ تب آپ کی معرفت بڑھ جائے گی اور جسطرح دنیادار کی جان صرف
جمعیت ہوتی ہے یہ بات نہیں رہے گی بلکہ آپ کے اندر ایک نئی
روح آ جائے گی کیونکہ میرے دعاؤں کے یہ بھی ایک چیز ہے۔ زیادہ
خیریت۔ والسلام خاکسار میرزا غلام احمد ۱۶۔ اگست ۱۹۰۲ء

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
عنایت نامہ پہونچا موجودہ حالات سے آپ دلگیر نہ ہوں اور نہ کسی گھبراہٹ
کو اپنے دل تک آنے دیں میں اپنی دعاؤں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ہرگز
خطا نہیں جائیں گی۔ اگر ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو میں اس کو
ممکن مانتا ہوں مگر وہ دعائیں جو آپ کے لئے کی گئی ہیں وہ ٹلنے والی
نہیں۔ ہاں میرے خدائے کریم و قدیر کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنے
ارادوں کو جو دعاؤں کی قبولیت کے بعد ظاہر کرنا چاہتا ہے اکثر دیر
اور آہستگی سے ظاہر کرتا ہے تا جو بدبخت اور شتاب کار ہیں وہ بھاگ
جائیں اور اس خاص طور کے فیض کا انہیں کو حصہ ملے جو خدا تعالیٰ
عز و جل کے دفتر میں سعید لکھے گئے ہیں۔ اس لئے میں آپ کو کہتا
ہوں کہ صبر سے انتظار کریں ایسا نہ ہو کہ آپ تھک جائیں اور وہ جو آپ کے
لئے تخم بویا گیا ہے وہ سب برباد ہو جائے گا دنیا جلد تر آسمانی سلسلہ
سے منہ پھیر لیتی ہے کیونکہ وہ نہیں جانتی کہ ایک خدا ہے جو ایک خاک
کی مٹھی کو سرسبز باغ کر سکتا ہے۔ اگر خدائے عز و جل کا آپ کے
حق میں کوئی نیک ارادہ نہ ہوتا تو مجھے آپ کے لئے اس قدر
جوش نہ بخشتا یہ خیال مت کرو کہ بربادی در پیش ہے یا بکلی ہو چکی
ہے بلکہ اس خدا پر ایمان لاؤ جو ایک مردہ نطفہ سے انسان کو پیدا کر دیتا
ہے۔ یہ باتیں محض خیالی نہیں بلکہ ہم اس خدا کی قدرتوں اور معجزوں کے
نمونے دیکھ چکے ہیں جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے اور انسان میں
خامی اور بیدلی صرف اسی وقت تک رہتی ہے۔ جب تک اس
قادر کریم کا کوئی نمونہ نہیں دیکھا ہے۔ لیکن نمونہ کے دیکھنے بعد وہ قادر
خدا اس شئے سے زیادہ پیارا ہو جاتا ہے جس کو طلب کیا گیا تھا اس وقت
یہ خدا کو تمام چیزوں پر مقدم رکھ لیتا ہے اور پھر عمر بھر دوسرے چیز کے
ہونے نہ ہونے سے کبھی غم کرتا نہیں کیونکہ اب وہ اپنے خدا کو ایک
خزانہ جانتا ہے جسمیں تمام جواہرات ہیں۔ اسی کے موافق مثنوی رومی
میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک عاشق تھا جو اپنے عشق میں نہایت
بیتاب تھا آخر ایک با خدا آیا اور اس کو مراد تک پہنچایا اور خدا کی طرف
آنکھیں کھولدیں۔ تب وہ اپنے اس جھوٹے معشوق سے برگشتہ
ہو گیا اور اس مرد خدا کا دامن پکڑ لیا۔ اور یہ کہا۔ ؎

گفت معشوقم تو بودستی نہ آں
لیک کار از کار خیزد در جہاں

خلاصہ ان تمام نصیحتوں کا یہی ہے کہ آپ وہ قوت ایمانی دکھلاویں
کہ اگر اس قدر انقلاب اور انصباب مصائب ہو کر سر رکھنے کی جگہ باقی
نہ رہے۔ تب بھی افسردہ نہ ہوں ؎

زکار بستہ میندیش و دل شکستہ مدار
کہ آب چشمہ حیواں درون تاریکیست

والسلام

خاکسار میرزا غلام احمد۔ ۲۳ مئی ۱۹۰۲ء۔
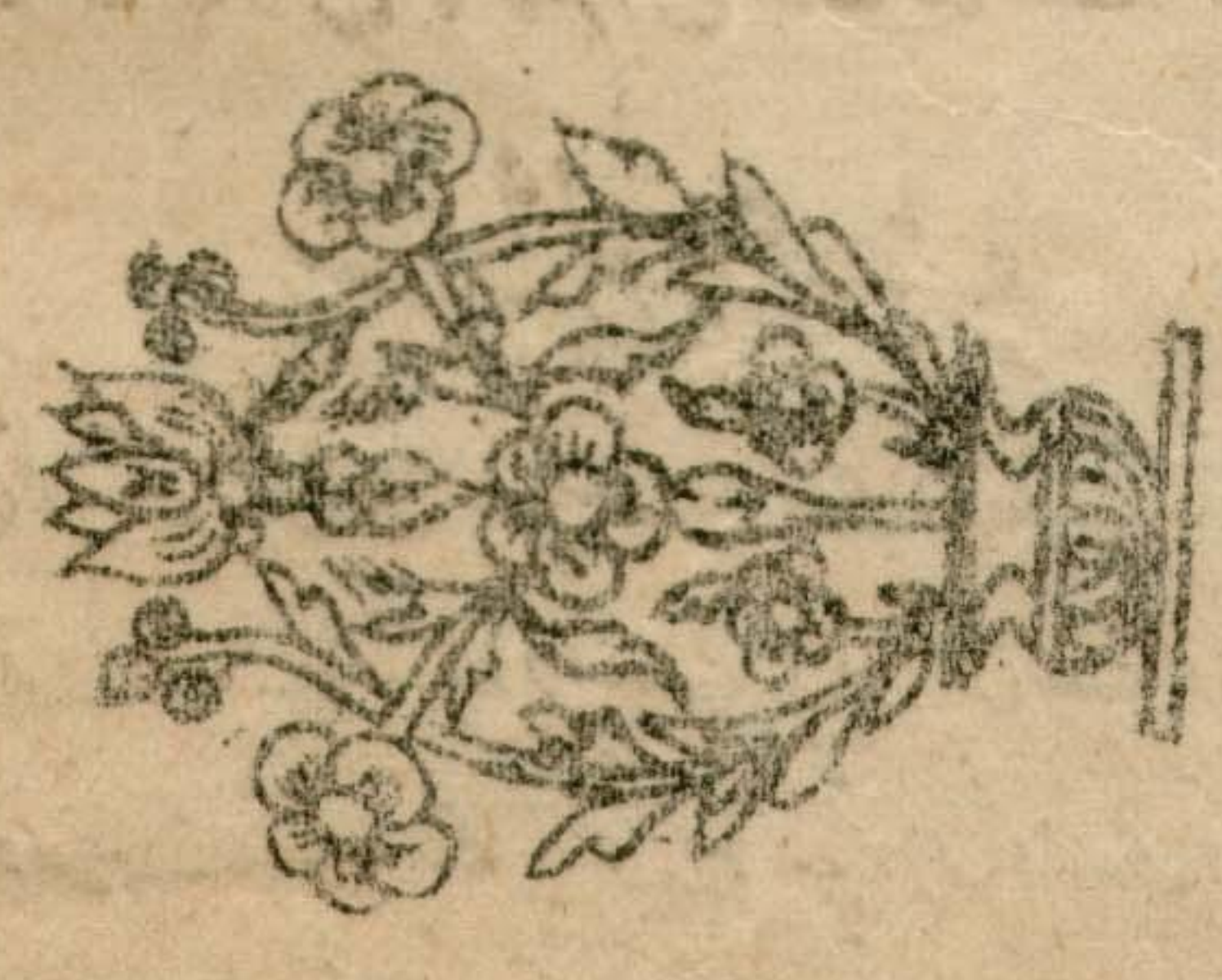
نافرمانوں کی تلخ کامیاں

اسوقت ہماری نظر میں بنی نوع انسان تین اقسام پر منقسم ہے ایک دنیادار لوگ۔ دوسرے دیندار اور تیسرے دونوں سے بے تعلق۔ آخر الذکر گروہ کو تو ہم اس لئے خارج از بحث کرتے ہیں کہ یہ فرقہ نہ دینی نہ دنیوی کسی آئین و قوانین کی پابندی کو ضروری نہیں سمجھتا۔ اُن کی خود رائی اور آزاد مشربی ہی ان کا قانون ہے اور وہی ان کا مذہب۔ اسی کے زیر اثر یہ لوگ جو جی میں آتا ہے کرگذرتے ہیں اور جیسی زندگی چاہتے ہیں بسر کرتے ہیں۔ نہ انہیں دنیا داروں کی تحسین و مرحبا کی کچھ پرواہ ہے نہ دینداروں کے طعن و ملامت کا کوئی کھٹکا اپنے ہی خیالات و خواہشات کو پورا کرنے کی دھن اُنکی زندگی کا مقصد اعظم ہے اسی کے حصول میں یہ لوگ شب و روز مصروف منہمک رہتے ہیں۔ اب یہ جدا بات ہے کہ اس انہماک میں کبھی تو انہیں ناکامی و نامرادی نصیب ہوتی ہے اور کبھی کامیابی و سرخروئی۔ کسی کوشش کا نتیجہ عزت ہوتا ہے اور کسی کا بے آبروئی و ذلت۔ غرض ان لوگوں کی دنیا ہی گویا ایک علیحدہ اور سب سے بے تعلق دنیا ہے۔

ثانی الذکر لوگ ہی اگرچہ رہتے اسی دنیا میں ہیں۔ اور اس سے قطع تعلق کر کے آخر جائیں کہاں؟ لیکن چونکہ وہ احکام دین کی حتے الوسع پابندی کرتے ہیں اور نری دنیا کی فلاح و بہبود کو اپنا مقصود حقیقی نہیں سمجھتے بلکہ اپنے خالق و مالک کی طاعت اور اس کے پاک برگزیدوں کی اطاعت و اتباع کو عموماً اسقدر ضروری و قابل لحاظ جانتے ہیں کہ بسا اوقات اس کی خاطر بہت سے دنیوی نقصانوں اور تکالیف کو بھی بطیب خاطر گوارا کر لیتے ہیں قطع نظر اس سے کہ انکی خوش اعتقادی یا غلط فہمی یا لاعلمی انہیں کبھی کبھی غلط راہوں پر چلا کر بعض ایسے اعمال و افعال کا بھی مرتکب بنا دیتی ہو جو نہ خدا کی بارگاہ میں مقبول ہوں نہ اس کے برگزیدوں کے نزدیک مستحسن۔ پھر بھی ان لوگوں کی حالت ہر نہج اس امر کی مستوجب نہیں معلوم ہوتی کہ ہم ان کو نافرمانوں کے زمرہ میں شامل کریں جنکی تلخ کامیوں اور عبرت انگیز و تاسف خیز حالات زندگی پر ہم اس مختصر مضمون میں ایک سرسری نظر ڈالنا چاہتے ہیں۔

اب رہے اول الذکر لوگ جو ازادمنش یا دہریہ صفت حضرات کی مانند دین و دنیا دونوں سے مستغنی ہی نہیں ہیں مگر اپنی عملی زندگی میں پابند مذہب یا دیندار لوگوں کیطرح احکام شریعت کی پرواہ بھی نہیں کرتے اور چونکہ اس موقعہ پر ہمارا اصلی مقصود اپنی قوم کے غفلت شعار افراد کی اصلاح و تنبیہ ہے اس واسطے اب ہم صاف لفظوں میں اس گروہ کا پتہ دیئے دیتے ہیں کہ وہ مطلقاً بیدین تو نہیں مگر ہم ضرور کہیں گے کہ صرف پیدائشی یا نام کے مسلمان ہیں اور جاہلانہ رسوم آبائی کے پابند۔ گوشت کھانے یا ڈاڑھی رکھنے کے مسلمان ہیں ہم انہیں اس وجہ سے نہیں کہتے کہ اس ملک اور نیز دیگر ممالک میں بہت سے غیر مسلم اقوام کے افراد بھی ڈاڑھی رکھتے اور گوشت کھاتے ہیں تو گویا ہمیں ذرا شک نہیں کہ یہ لوگ باعتبار اپنی عملی زندگی کے شعار اسلام سے بالعموم بہت ہی دور جا پڑے ہیں انہیں ہزاروں لاکھوں بلاشبہ ایسے ہیں کہ مفصل احکام شریعت اور انکی پابندی کا تو کیا ذکر سرسری و مجمل اعتقادات صحیحہ کی بھی واقفیت نہیں

رکھتے۔ اصل دین تو ایک طرف جزوی علامات دینداری اور معمولی کلمہ کلام سے بھی بے بہرہ ہیں اور اسلام کی موٹی موٹی نشانیوں یعنی صوم و صلوٰۃ تک کے خوگر نہیں۔ اس مقام پہ پہنچکر ہمیں اپنی قوم کی حالت پر بے تحاشا رونا آتا ہے کہ جو لوگ آزاد خیالی میں حد سے تجاوز کر کے دہریوں کے درجہ کو پہنچ گئے ہیں ان کا قدم وجود ہوا بر تباہی۔ لیکن جو حضرات دیندار سمجھے جاتے ہیں وہ جزوی اختلافات کی کشا کشی میں اپنی طاقت کو تباہ کر رہے ہیں اور جو دنیا دار ہیں وہ یوں جہالت غفلت اور بے دینی کیوجہ سے گویا عملی طور پر جمعیت اسلام کو ضعف پہنچا رہے ہیں کیونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ دینی ہوں خواہ دنیوی کسی قسم کی برکات قوم کو حاصل نہیں ہو سکتیں تا وقتیکہ اس کے افراد میں اعتقادی اور نیز عملی یکرنگی و ہم آہنگی موجود نہ ہو۔

ہم دیکھتے ہیں کہ یہ آخر الذکر گروہ جسے ہم نے تمہید میں اوّل نمبر پر رکھا تھا رسم پرستی میں ایسے غرق ہیں کہ انہیں اپنے اعمال و افعال میں نہ دینی اوامر و نواہی کی کچھ خبر ہے نہ دنیوی منافع و مصالح کی چنداں پروا۔ رسوم آبائی کی پیچ بھائی برادری کی جھوٹی لاج اور عارضی نام و نمود یا دادا کا خیال ان کے دلوں میں اس قدر گھر کئے ہوئے ہے کہ اُن کو جینے کی تباہی و زیرباری اور بالآخر رسوائی سے کچھ خوف آتا ہے نہ خدا اور رسول کی عدول حکمی اور عاقبت کی بازپرس سے کوئی ہراس پیدا ہوتا ہے۔ اسی لئے ہم نے اپنے عنوان میں ان کو نافرمان کے نام سے موسوم کیا ہے۔

انکی تلخکامی و بد انجامی کی داستان پر درد بہت طویل ہے مگر ہم مختصراً صرف ایک تمثیل سے اسپر سرسری روشنی ڈالتے اور یہ دکھاتے ہیں کہ محض جہالت غفلت اور بیدینی کے باعث انکی زندگی کے اہم ترین کارنامے کسطرح انہیں خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بناتے ہیں۔ اور ہمیں نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ صرف دیہات اور قصبات ہی کے مسلمان اس مہلک و رسواکن مرض میں مبتلا نہیں ہیں۔ بلکہ بڑے شہروں تک میں جہاں تعلیم و شائستگی کا خاصہ چرچا پھیل چکا ہے ہزارہا مسلمان نہ فقط نیچ قوموں کے بلکہ معزز اونچے اونچے گھرانوں کے اکثر اس وبا کا شکار دیکھے جاتے ہیں۔

غمخواران امت مرحومہ کو ایسی بہت سی نظیریں اپنی آنکھوں دیکھنے اور دل ہی دل میں کڑھنے کا بارہا اتفاق ہوا ہوگا کہ ایک گھر یا کنبہ میں شادی یا غمی کی کوئی تقریب ہوتی ہے تو محض بھائی برادری کی رضا جوئی کے لئے خدا اور رسول کے صریح ارشادات کی بھی مطلق پروا نہ کر کے اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی میں سے یا قرض دام لے کر علی قدر حیثیت سینکڑوں یا ہزاروں روپے پر پانی پھیر دیا جاتا ہے سارا اندوختہ لٹا کر کنگال ہو جاتے ہیں یا قرضہ میں بال بال بندھ جاتا ہے۔ پھر اس ناعاقبت اندیشی و تباہ کاری کا خمیازہ انہیں یہاں تک بھگتنا پڑتا ہے کہ برسوں افلاس کی مصیبت یا مقروضی کی رسوائی و ذلت سے رستگاری نہیں ملتی اور لطف یہ کہ جنکی خاطر یہ سب کچھ گوارا کیا جاتا ہے وہ پھر بھی خاطر میں نہیں لاتے بھائی برادری کے لوگ اس شادی غمی کے کاج میں کوئی نہ کوئی عیب نکال لیتے اور نام ہی دھرتے رہتے ہیں۔ ورنہ یہی نہیں کہ بعد میں ہزاروں فضیحت خیز تنازعے نکلتے یا شکوہ

شکایات کے دفتر کھلتے ہوں بلکہ دوران تقریب میں بھی بسا اوقات سخت شرمناک تو تو میں میں اور جگ ہنسائی تک نوبت پہنچتی ہے۔ یہ کسقدر صدمہ و رنج کی بات اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ جس کارن پہنی ساڑھی دہی ٹانگ رہی او گھاڑی بہائی برادری کے پاس خاطر سے تو تمام زیر باری و زحمت گوارا کی اور وہی کسی عنوان راضی ہونے میں نہیں آتی۔ اور خدا رسول کی نافرمانی کا بار گناہ جو سر چڑھا گیا سو علیحدہ۔

آہ! اس تمام ناکامی و مصیبت کا باعث کیا ہے؟ ۔۔۔ یہی کہ لوگ اپنی غفلت و جہالت کے سبب دین کیطرف سے بے پرواہ ہوگئے ہیں اور دنیا اسپر مقدم رکھتے ہیں۔ اگر انہیں یہ معلوم ہو کہ اسلام دنیا میں سو گری اختیار کرنے کے لئے ہے اور مصالح عقبےٰ کے علاوہ دنیا کے بھی سارے نشیب و فراز سمجھا کر فلاح دارین کا ذمہ اٹھاتا ہے تو وہ ضرور اپنی موجودہ حالت پر غور کر کے اس نتیجہ پر پہنچ سکیں کہ نری دنیا کا بندہ بن کر تو انسان نہ صرف فلاح عقبےٰ سے بے نصیب رہتا ہے بلکہ اکثر دنیا میں بھی بالظاہر الظہور یا اندر ہی اندر تلخیوں اور نامرادیوں کا شکار ہوتا ہے۔ برخلاف ازیں اگر دین کو مقدم رکھے یا دنیا کی دلفریبیوں سے ان شرائط کے ماتحت متمتع اٹھائے جنہیں دین لازمی قرار دیتا ہے تو دنیا خود دست بستہ اس کے آگے آن حاضر ہوتی ہے اور دونوں جہان میں شادکامی و سرخروئی کا وارث ٹھیرتا ہے اور اگر بفرض امکان اس دار الابتلا میں اس کو کسی طرح کی تکالیف اور آزمائشوں کا سامنا ہو بھی تو دار آخرت کے لئے ضرور اسکی امیدیں خوشگوار اور خدا کی رحمت کی حقدار و خواستگار ہوتی ہیں۔

قوم کے ایک بڑے حصہ کی اس افسوسناک حالت کا چارہ کار آخر کیا ہے؟ ہماری رائے میں اس کا علاج یوں ہوسکتا ہے کہ ہمدرد و ہوشمند افراد ملت عام اس سے کہ وہ محترم علمار دین ہوں یا نئی روشنی کے تعلیم یافتہ لیڈر۔ اپنے تغافل بھائیوں کو ہوش میں لانے کے اپنے اپنے حلقہ اثر میں ذمہ دار بنیں۔ ان کو رسم پرستی کے نقصانات اور مسرفانہ بیہودگیوں کے خطرناک و بربادی بخش نتائج سے خبردار کریں اور یہ سمجھ رکھیں کہ کروڑوں افراد ملت میں سے فقط معدودے چند ممتاز اشخاص کی عزت اور ثروت یا دینداری و نیک کرداری تمام قوم کو ہرگز دنیا و عقبیٰ میں سرخرو نہیں کر سکتی۔ اور جب تک کافہ ملت کی حالت افسوسناک و عبرت انگیز ہے۔ خدا و رسول کے حضور وہ خاص خاص ممتاز اشخاص بھی اس امر کی جوابدہی بری الذمہ نہیں ہوسکتے کہ تم نے ابنائے ملت کی سچی ہمدردی اور اصلاح حال کا فرض کہاں تک ادا کیا اور اگر نہیں کیا تو کیوں +

(احمد حسین فرید آبادی) (وکیل)

مختصر نوٹ

سکھوں کے بعض گاؤں میں مسلمان اذان نہیں دے سکتے

راجہ جنگ تحصیل قصور کے متعلق روزانہ پیسہ اخبار میں شائع کیا گیا تھا کہ وہاں مسلمانوں کو سکھ لوگ اذان نہیں دینے دیتے۔ یہ امر مسلمانوں کی مذہبی دلشکنی اور مذہبی مداخلت کا ہی باعث نہیں بلکہ قانون انگریزی کی بے حرمتی کا موجب بھی ہے۔ راجہ جنگ ہی پر منحصر نہیں بلکہ اور دیہات میں بھی جہاں سکھوں کا زور ہے مسلمانوں کو اذاں کہنے پر لاٹھیاں پڑتی اور سخت تکلیف ہوتی ہے۔ مجھے نہایت معتبر ذریعہ سے خبر ملی ہے کہ گمٹھو ننگل ضلع امرتسر میں بھی مسلمانوں کو اذاں کہنے سے سکھ لوگ روکتے ہیں۔ اور چونکہ مسلمان غریب اور کمزور ہیں اس لئے ہی عدالت میں چارہ جوئی بھی نہیں کرسکتے۔ مقامی حکام اگر توجہ فرمائیں تو ایسی شکایتیں رفع ہوسکتی ہیں۔ میرے خیال میں خالصہ کمیونٹی کے معزز افراد جیسے مہاراجہ صاحب نابھہ ہیں یا دربار صاحب امرتسر کے سربراہ صاحب اگر عام طور پر ایک سرکلر اپنی قوم میں شائع کردیں تو یہ فتنہ اور فساد کی تحریک مٹ سکتی ہے اور سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات (جو اصول مذہب کے لحاظ سے قریباً ایک ہی ہیں) بہت کچھ خوشگوار رنگ اختیار کرلیں گے

میعاد رہن نامہ جات

مسلمانوں کو یہ سنکر ضرور خوشی ہونی چاہیے کہ پریوی کونسل نے یہ فیصلہ صادر کردیا ہے کہ کفالتی دستاویزات کی میعاد ۱۲ سال ہی سمجھی چاہیے۔ اس تدبیر سے امید کیجاتی ہے کہ مسلمانوں کی لاکھوں روپیہ کی جائیدادیں واپس ہوسکیں گی کیونکہ ۲۲ جولائی ۱۹۲۶ء کو ممبران پریوی کونسل نے احاطہ مدراس سے ایک مقدمہ ورسر مدالیار وغیرہ اپیلانٹان بنام سری نواز علائی وغیرہ رسپانڈنٹان میں جو فیصلہ صادر کیا ہے اس کے رو سے تمام کفالتی دستاویزات کی میعاد اب بارہ سال سمجھی جاویگی جنکی مدت بارہ سال سے زیادہ ہوگئی ہے وہ دستاویز اب تمادی شدہ سمجھی جاوے گی۔ مہاجنوں کے زمرہ میں اس نظیر نے ایک اضطراب پیدا کردیا ہے۔ مگر پریوی کونسل کا یہ فیصلہ بہت ہی مفید اور مبارک ہے۔

گوردواروں کے جلانے اور لوٹنے کی خبر جھوٹ نکلی

موجودہ شورش اور بے چینی کا راز فاش ہونے پر ہمارے آریہ سماجی معاصرین نے جو ہندو کی آزادی کے گیت گانے اور ملک کے لئے قربان ہو جانے کے مشورے دیتے سے نہ تھکتے تھے مسلمانوں کو بدنام کرنے کی یہ راہ نکالی کہ اتہام جھوٹے الزام لگانے شروع کر دیے منجملہ ان شرارتوں کے ضلع جہلم اور اٹک میں سکھوں کے مندر جلا دینے کی خبر شائع کر کے مسلمانوں پر الزام لگایا اور اتنا شور مچایا کہ مہاراجہ صاحب نابھہ کو یہ سوال گورنمنٹ ہند کی کونسل میں پیش کرنا پڑا۔ جن الزامات کی تحقیقات ہو رہی تھی اس کے متعلق پنجاب گورنمنٹ نے گورنمنٹ آف انڈیا کو حسب ذیل اطلاع دی ہے۔ اضلاع جہلم اور اٹک کی موضع فرید (جسے موضع فریدکسا کہا جاتا ہے) اور گوندا میں سکھوں کے مندر کے جلانے اور لوٹنے کی افواہی خبر کی کامل طور پر تحقیقات کی گئی مگر ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ان دو دیہات کے تمام معززین اور ہندو اس قصہ کو بالکل جھوٹ بتلاتے ہیں ہمیں معلوم نہیں اس تحقیقات پر ہمارے ہم عصر کیا حاشیہ چڑھائیں گے انہیں مناسب ہے کہ ایسی خبروں کی اشاعت سے مختلف قوموں میں فساد ڈلوانے کی پالیسی کو

ڈاکٹر صاحب کیا فرماتے ہیں

کلکتہ کے باشندے انکو اچھی طرح جانتے ہیں اور اُن کی ذیل کی تحریر کی کلکتہ کے باشندوں کے لئے بہت اچھی سند ہو گی کیونکہ انھوں نے جو کچھ لکھا ہے اپنے ذاتی تجربہ سے لکھا ہے۔ ڈاکٹر اے سی بکرجی صاحب ایل۔ ایم۔ ایس ہندوستان کے طبیبوں اور جراحوں کے مدرسہ کے علم تشریح کے معلم از دوا خانہ ۱۲-۱۸- اوکیل منتری کی گلی ہریسن روڈ لکھتے ہیں۔ گردوں مثانہ اور پیشاب کی بیماریوں کے مریضوں کو جن کو اب تک کوئی عمدہ دوا دستیاب نہیں ہوئی ناامید نہ ہونا چاہئے بلکہ وہ لوگ ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں ڈوڈنس بک ایک کڈنی پلس استعمال کریں کیونکہ جن مریضوں کو دوسری دواؤں نے فایدہ نہیں کیا وہاں ان گولیوں نے مرض کو دور کیا ہے۔ پشت میں درد ہونا گردوں کے خراب ہو جانے کی نشانی ہے کیونکہ یہ درد درحقیقت گردوں میں ہوتا ہے۔ دوسری علامتیں یہ ہیں۔ چکر آنا۔ درد سر۔ رطوب ورم اور نظر کا دھندلا ہونا وغیرہ ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں براہ راست گردوں اور پیشاب کے اعضا پر اثر کرتی ہیں۔ اور اس وجہ سے درد پشت وجع مفاصل (گٹھیا) پیشاب کی شکایات اور گردوں کی بیماریوں کے اصل سبب کو دور کرتی ہیں۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں یا براہ راست ڈوڈن کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۱ اگر آپ اپنی فرمایش اشتہار کو معہ نام اخبار جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نور ہی شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق کی یہ بینظیر و سریع الاثر مجرب المجرب خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالےٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اگر چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہو گا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور اُن کے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اُترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشار راز داکٹر فیس اس کا بنانا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ۔ مگر اُن اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت۔

نوٹ۔ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و زر اُجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر
فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون متعلم موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزو طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب تماشا دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں لو آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اسمیں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے لاجواب معجون تیار کی ہے جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ انشاءاللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فایدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاءاللہ تعالےٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائے۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ۔

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸

سنون وندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴

المشتہر
حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلیب الکریم ضلع دہلی

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام حصہ دوم سے بینظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو ثمر وار توڑا ہے قیمت ۱۲ آریہ دھرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے ملتفت از بام کردیا ہے خصوصیت کے ساتھ جواب ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ نماز کی تعبیر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار کی لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۱۲ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ المسیح کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲ تحفہ آسمانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۲ نور القرآن۔ حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب رد۔ قیمت ۴ ایڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن۔ پارہ اول سے تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط پسندیدگی بھیجے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اس کو قبولیت ہو گئی ہے۔ قیمت فی پارہ (۸) سالک مروارید سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انہیں سلسلہ عالیہ کی تعلیم ناول کے طور پر لکھا ہے۔ قیمت ۴ سالک مروارید حصہ دوم یہ رسالہ بھی بفضلہ پہلے حصہ کی طرح مفید اور موثر ہے۔ قیمت ۸

المشتہر
مینجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

خوبصورت

خاکسار نے بڑے تجسس و تجربہ کے بعد ہر کس خواہ مرد ہو یا عورت بوڑھا ہو یا جوان کے ہاتھ اور منہ دھونے اور نہانے کے لئے عجیب و غریب خوشبودار کھلی تیار کی ہے جس میں خوشبودار معطر ادویات شامل کی گئی ہیں۔ مقوی دماغ۔ مفرح روح۔ بدن کو بالکل صاف کرتی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ روزانہ استعمال سے داد۔ خشکی۔ چھیپ پیدا نہ ہوگی۔ بال نرم ہو جاویں گے ہر چیز ترکیب ہمراہ ہوگا۔ قیمت فی بکس ۱ ٹار پختہ ایک روپیہ۔ اس سے کم خریدار کو ۱ ٹار فی روپیہ کے حساب سے محصول بذمہ خریدار۔ فہرست کے لئے آدھ آنہ کے ٹکٹ بھیجو۔ المشتہر

مرزا قائم علی احمدی مالک کارخانہ قائمی الجنبی مالیر کوٹلہ (پنجاب)

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً اسعہ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۳۰ روپیہ اور درجہ دوم مبلغ ۲۵ مبلغ ۱۰ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں۔

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

احتیاط سے علاج بہتر ہے

ایک قوی الجسہ شخص کو طاعون چیچک ہیضہ یا امراض جگر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیماری ہمیشہ کمزوروں یا اُن لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔

اسکاٹس امالشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات کو خوب اور مضبوط بنا کر انسداد امراض کرتا ہے ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔ فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ
مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ مچھلی کا نشان یعنی ماہی گیر کا امالشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے۔

(فتحی)

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدھی ریشہ دار کشمیر کی لکڑی کے ہینڈل کاک کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار قیمت ۳ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھی ریشہ دار کشمیر کی لکڑی ہے کین ہینڈل ۴ دو ربڑ کے بیچ کیلئے نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۱۲ کرکٹ بیٹ۔ آل کین لکڑی چیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کیلئے ۲ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۱۲ بچوں کے کرکٹ سیٹ ۱۲ سے ۱۵ برس کی عمر والے دو سٹ اسٹ ٹکس

ایک بال لکڑی کا ٹکس فی سٹ	۷	۱۲
۱۰ سے ۱۵ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال ایک بکس	۱۵	۱۲
فٹ بال عمدہ کالر ہائیڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈ نہایت پائیدار	۷	۲
	۵	۲
بچوں کیلئے فٹ بال مع بلیڈر	۱۲	[illegible]
کرکٹ بال گٹ سوئن نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے	۳	۲
دھاگے کے بیچ		۱۲
پریکٹس		۲
کرکٹ رولز فی کاپی		۲

المشتہر
نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ — السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بال از قسم پریکٹس بیٹ پریکٹس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم۔ میں اسکو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔

نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ٹیرہ ضلع کانگڑہ ۲۴ جون ۱۹۱۵ء

کیا مسلمان ہی بدمعاش اور مفسد ہیں

کسی خاص فرقہ ہندو یا مسلمان کی حمایت اور بالخصوص بیجا حمایت کرنا ہمارے فرائض سے خارج ہے۔ لیکن جب کوئی خاص فرقہ ملک میں نا اتفاقی اور فساد پھیلانے اور ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ کا مخالف بنانے میں سرگرم ہو تو اُس وقت ہمیں کچھ کہنا ہی پڑتا ہے۔

ہم نہایت افسوس سے دیکھتے ہیں کہ چھوٹے موٹے ہندو اخبارات تو درکنار اب ٹریبیون۔ پنجابی جیسے انگریزی اخبارات نے بھی جن کی ایڈیٹر بفضل خدا زیادہ تعلیم یافتہ اور زیادہ روشن ضمیر اور زیادہ ہوا خواہ ملک گنے جاتے ہیں اس بیماری سے بری نہیں۔ اخبار ہندوستان لاہور جو آجکل ان مبارک ہاتھوں میں ہے جو لالہ لاجپت رائے کی تقریر میں اہل ملک کو ایک ایک اونگلی ہوتے اور کمزور رہنے کے بجائے ایک زبردست مکا بننے کی صلاح دیتے تھے اور حاضرین جلسہ کو ایک قوی اور پرزور مکا بنکر باہمی اتفاق کی نصیحت کرتے تھے باہمی تفرقہ میں سرگرم ہے۔

اٹاوہ اور جہلم کے ناشدنی واقعات جنکے مرتکبوں یا ملزموں کا تا حال کوئی فیصلہ نہیں ہوا ایسا رنگ چڑھایا گیا کہ توبہ ہی بھلی۔ اب ہندوستان مورخہ ۹؍ اکتوبر میں ایک نوٹ زیر عنوان مسلمان اور پولیس کے درمیان لڑائی نکلا ہے جو ناظرین کے ملاحظہ کیلئے درج کیا جاتا ہے۔

"مقام چڑ پڑا میں ایک مسلمان نے کسی دوکان سے کوئی چیز خریدنی چاہی۔ مگر دوکاندار نے اس کو ایک کانسٹبل کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ ابھی کانسٹبل مشکل سے دو چار قدم گیا ہوگا کہ مسلمان اس کے تعاقب میں روانہ ہوا دونوں میں لڑائی ہو پڑی۔ اور دونوں مجروح ہوئے۔ اس عرصہ میں بہت سے مسلمان وہاں آموجود ہوئے اور اپنے ہم مذہب کی حمایت کرنے لگے۔ سشرکا جو لدار دیکھ رہا تھا ان کو چھوڑانے کے آیا۔ کسی مسلمان نے اسکی خبر لی۔ سر میں چوٹ آگئی اور دونوں کانسٹبل جان کے خوف سے اپنے گھروں میں چھپ رہے۔ جو قریب ہی واقع تھے۔ اس وقت وہاں دو ہزار سے زیادہ مسلمان جمع ہو گئے اور ان سب نے کانسٹبلوں کے مکان گھیر لئے۔ خالی بندوق سر کئے گئے تاکہ وہ خوف میں آکر منتشر ہو جائیں۔ مگر جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ ان کے پاس گولی نہیں ہے وہ بندوق چھیننے کے لئے گھروں میں گھس پڑے مجبوری کیجانب فیر کرنیکا حکم دیا گیا۔ دو آدمی مر گئے۔ گیارہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ چار قریب المرگ ہیں یہ سب مسلمان ہیں۔ انگریزوں نے مسلمانوں کو سر پر چڑھا لیا ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے ابھی کیا ہوا ہے۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا "

ہم اپنے معزز دوست پنڈت رام بھجدت صاحب بالقابہم صاحب سے دریافت کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ کیا واقعات مندرجہ نوٹ ہذا کسی دماغ کو جسمیں ذرہ بھی مغز ہو قرین قیاس معلوم ہو سکتے ہیں۔ اول تو مسلمان خریدار سے کانسٹبل خریدار کے پیچھے پڑنا اور یہ کہنا کہ تو نے چیز کیوں خرید لی ایک مضحکہ انگیز امر ہے اور دوسرے دو ہزار مسلمانوں کا اکٹھا ہو کر صرف دو کانسٹبلوں پر حملہ کرنا دو مسلمانوں کا مرنا اور گیارہ مسلمانوں کا مجروح ہو کر ہسپتال میں جانا اور ان میں سے بھی چار کا قریب المرگ ہونا پھر دونوں کانسٹبلوں کا بچ رہنا اور بندوق چلانے کے قابل رہنا ایک عجیب معمہ ہے جو سمجھ میں نہیں آتا۔ شاید جس مسلمان خریدار نے کانسٹبل کو چھیڑا دیوانہ ہوگا اور جو دو ہزار مسلمان دو کانسٹبلوں پر حملہ آور ہوئے لولے لنگڑے اور لنجے ہوں گے یہ بھی عجیب بات ہے کہ جو دو کانسٹبل جان کے خوف سے گھروں میں گھس رہے ان کے گھروں میں بندوقیں بھی تھیں اور اسقدر خالی اور بھرے ہوئے کارتوس بھی تھے کہ پہلے ڈرانے کے لئے خالی بندوقیں فیر کریں اور پھر تیرہ مسلمانوں کو نشانہ بنا سکیں ان کی گھر نہ ہوئے میگزین ہو گے۔

اخیر میں پنڈت صاحب لکھتے ہیں کہ انگریزوں نے مسلمانوں کو سر چڑھا لیا ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ ابھی کیا ہوا ہے۔ بیشک پنڈت صاحب بجا فرماتے ہیں کہ مسلمان سخت سر چڑھ گئے ہیں کم بخت کچہریوں اور ملازمتوں سے نکالے جا رہے ہیں نشانہ بندوق ہوتے ہیں بعض بیگناہ جیلخانوں میں جاتے ہیں اور پھر اسی ملک میں رہتے ہیں۔ اور یہی بدنصیب مسلمان ایسے سر چڑھ گئے ہیں کہ اخبار ہندوستان کو بھی خریدتے اور اپنے لہو پسینے سے کمائے ہوئے روپیہ سے ہندوستان کی مدد کرتے ہیں۔

اگر پنڈت صاحب ہندوؤں اور مسلمانوں میں اسیطرح اور ایسے مضامین سے نا اتفاقی پھیلانا مناسب اور ملک کیلئے مفید خیال کرتے ہیں۔ تو

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہے

مگر پنڈت صاحب سے بادب دریافت کرتے ہیں کہ پونا کانگرس کی تعلیم یافتہ پارٹی میں کون بدمعاش مسلمان گھس آیا تھا۔ اسی طرح اسی اخبار ہندوستان میں اس پہلے نوٹ کے ساتھ ہی ایک اور نوٹ زیر عنوان ایک اور ہنگامہ شایع ہوا ہے اور وہ یہ ہے

"باریسال میں ایک مسلمان نے کسی ہندو دوکاندار کے لڑکے پر اینٹ چلائی۔ ان کے درمیان لڑائی ہو پڑی۔ مسلمانوں کی تعداد کثیر دوکان کے قریب جمع ہو گئی۔ اور اس غریب کی دوکان لوٹنے لگی۔ دوسرے دوکاندار خوف میں آکر وہاں اکٹھے ہو گئے تاکہ اس غریب کی مدد کر سکیں۔ پھر تو فریقین میں لڑائی ہونے لگی جسمیں دو مسلمان زخمی ہوئے۔ پولیس کا تھانہ قریب ہی ہے مگر کسی نے بھی کچھ خبر نہیں لی۔ جب سب لوگ لڑ جھگڑ کر اپنے گھر گئے۔ تب کانسٹبل موقع کی جگہ پر آنے لگے۔ تحقیقات ہو رہی ہے"

اس نوٹ میں بھی پنڈت صاحب کو غریب دوکاندار وہی دو ظالم اور جابر مسلمان زخمی ہو گئے۔ اور غریب دوکانداروں کا بال بیکا نہ ہوا مسلمان درحقیقت بدمعاش اور مفسد ہیں کہ جہاں کہیں لڑائی ہوتی ہے زخمی ہو جاتے ہیں۔ ہندوستان شکایت کرتا ہے کہ پولیس کانسٹبل دیر میں آئے شاید یہ کانسٹبل اسی قسم کے لولے لنگڑے مسلمان ہونگے۔

ہم اپنے منصف مزاج ہندو بھائیوں سے انصاف چاہتے ہیں کہ کیا اس قسم کی تحریرات سے ملک کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

(زمیندار)

قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی ایک دلیل

اور

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک اور نظارہ

جب سے قرآن شریف کو اللہ تعالےٰ نے نازل کیا ہے اس کے منجانب اللہ ہونیکے وقتاً فوقتاً ایسے ایسے زبردست دلایل اللہ تعالےٰ نے پیش کئے ہیں کہ مخالف و معاند کو بھی کوایک بار سرنگون ہوکر اپنے خائب و خاسر ہونے کا اقرار کرنا پڑا۔ قرآن کی مثل لانے پر نہ قادر ہونے کا نشان تو اب ایسا نہیں رہا جو اسکی نسبت کوئی چون و چرا کرسکے کیونکہ خدا کے برگزیدہ مسیح کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں بھی وہ وہ دلایل پیش کئے کہ جُبّہ پوشں اور فضیلت کی پگڑیاں باندھنے والے بھی ایسے عاجز اور خاموش ہوئے کہ گویا عربی کبھی انہوں نے پڑھی ہی نہیں اس سے ایک نکتہ رس اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے وقت کے منکرین نے بھی ایسے ہی بحر ندامت میں غرق ہوکر اپنی عجز وانکساری کا ثبوت دیا ہوگا۔ دیکھو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے کسقدر کتب عربی میں شائع ہوئیں اور اسکی مثل لانے پر باوجود یکہ ایک معقول رقم دینے کا وعدہ کیا گیا مگر ہرگز ہرگز اسکی مثل لانے کی ان مولویوں اور جبہ پوشوں کو جرأت نہ ہوسکی حالانکہ یہ لوگ خود اقرار کرتے رہے ہیں کہ میرزا ایک اردو نویس منشی ہے وہ عربی کو کیا جانے مگر اب اس اردو نویس کی عربی دانی نے ان کا ایسا فیصلہ کیا کہ ان کے منہ پر گویا مہر خاموشی لگ گئی۔ خیر یہ بھی ایک بڑی زبردست دلیل قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی ہے مگر اسوقت ہمارے زیر نظر ذیل کی دلیل پیش کرنی ہے۔ قرآن کا دعویٰ ہے کہ من اظلم ممن افتریٰ علے اللّٰہ کذبا او کذب بایاتہ انہ لا یفلح الظلمون۔ یعنے اس سے بڑھکر اور کون ظالم ہے جو اللہ پر افترا کرے یا آیات اللہ کی تکذیب کرے اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے ظالم کامیاب نہیں ہوا کرتے۔

دوستو! پیارو! عزیزو! یہ ایک دعوےٰ تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی کلام الٰہی نے پیش کیا تھا جسکو مخالف و معاند افترا علے اللہ کے بجز اور کچھ وقعت نہ دیتے تھے۔ مگر اسکی صداقت نے اس کے کلام الٰہی ہونے پر مہر لگائی اور ثابت کردیا کہ در اصل یہ اللہ کے ہی منہ سے نکلی ہوئی بات ہے جو اس کا نازل کرنے والا ہے۔ حضرت صلعم کے وقت میں اس آیت نے جو کچھ اپنی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کے نشان دکھا دیئے اگر میں اس کو بیان کرنے لگوں تو ممکن نہیں کہ مضمون مضمون رہے بلکہ یہ ایک اچھا خاصہ رسالہ ہو جاوے گا جس کے لکھنے کی نہ تو مجھکو فرصت ہے اور نہ اخبار کے کالموں میں جگہ ہے۔ مگر دل یہی چاہتا ہے کہ دوستوں کے آگے کچھ نہ کچھ اس کا نمونہ پیش کیا جاوے۔ لہذا ہم اپنے دوستوں کو مسیح موعود علیہ السلام کے ایک سیاہ منکر کا اقرار سناتے ہیں جو اس نے کرکے اس آیت کی صداقت اور مسیح موعود کے منجانب اللہ ہونیکا ثبوت دیا ہے۔ یہ امر تو ہماری دوستوں سے پوشیدہ نہیں کہ اس آیت شریفہ نے جو دعویٰ کیا ہے اس کے دو پہلو زیر نظر ہیں کہ ایک تو مفتری علے اللہ کامیاب نہیں ہوتا دوسرے آیات اللہ کا منکر کامیابی کا منہ ہرگز ہرگز نہیں دیکھتا۔ اب یہ دیکھنا چاہیے کہ حضرت تقدس مآب سیدنا مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ مامور من اللہ ہیں مسیح موعود و مہدی معہود ہیں مگر دوسریطرف منکروں معاندوں کا یہ اقرار ہے کہ حضرت اقدس جری اللہ مفتری علے اللہ ہیں قطع نظر افترا کی حد کے یہ خیال کرنا ضروری امر ہے کہ حضرت مسیحیت مآب کا دعویٰ ہے کہ سارا جہان ہی ملکر مجھکو مٹانا چاہے تو میں نہ مٹوں گا اور نہ تباہ ہونگا کیونکہ میں خدا کیطرف سے ہوں میرے لئے بد دعا کرنیوالے اور میری موت کی دعا مانگنے والے خود ہلاک و تباہ ہونگے۔ ایکطرف تو اس کا دعوےٰ ہے جو مامور من اللہ ہے جس میں ایسے اعلیٰ درجہ کی استقامت پائیجاتی ہے کہ جھوٹے مفتری میں ہرگز نہیں پائی جاسکتی۔ مگر ہم دوسریطرف اس کے مخالفوں میں سے ایک سیاہ مخالف کو اقرار کرتا ہوا پاتے ہیں کہ "قادیانی کے مقابل جسقدر کوششیں ہورہی ہیں حقیقت میں کافی سے زیادہ ہیں مگر ...... ان سے کوئی کام اور دیرپا فائدہ نہیں ہوتا"۔

اب انصاف پسند اور غیور طبیعت بتائے کہ اس سے بڑھکر اور کیا عجز وانکساری کی تصویر کھینچی جاسکتی ہے کہ مخالف و معاند اپنی ناکامی اور نامرادی کا خود اقرار کرتا ہے کہ در اصل ہم جسقدر کوشش کررہے ہیں وہ عام اور دیرپا فائدہ سے محض خالی ہیں یا بالفاظ دیگر یہ کہ وہ محض کھوکھلی باتیں ہیں جس کا اثر کچھ نہیں۔

پیارے بھائیو! کیا اس سے خدا کے جری کی کامیاب زندگی کا نظارہ نظر نہیں آتا کہ کیونکر بالآخر اس کے مخالفوں کو اپنی حرمان نصیبی کا اقرار کرنا پڑا۔ ایکطرف حضرت تقدس مآب مسیح موعود علیہ السلام کے استقلال اور اولو العزمی کو مشاہدہ کرو اور اس وثوق اور ایمان باللہ پر نظر کرو جس کا آپ وقتاً فوقتاً نمونہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور دوسریطرف اسباب کو نظر کے سامنے لاؤ اور ایمان سے خدا کو حاضر و ناظر کرکے بتلاؤ کہ اس صریح نشان کے ہوتے بھی کیا کسی اور نشان کی ضرورت ایک طالب صادق کو ہوسکتی ہے؟ یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہوسکتا ہے۔ میرے نزدیک حضور کی صداقت اور قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی یہ بڑی دلیل ہے کہ جو قرآن نے دعویٰ کیا تھا کہ آیات اللہ کا منکر کامیاب نہیں ہوتا وہ سچ کر دکھایا اور ایسا سچ کر دکھایا کہ خود منکر کو اقرار کرنا پڑا کہ فی الواقع اون کی کوششیں اور محنتیں ناکامی اور نامرادی کا صریح نشان ہیں۔

محمد حسین لاہور چھاؤنی۔

ڈاکہ زنی قابل توجہ پولیس گورداسپور

۱۲ اکتوبر ۱۹۰۷ء کی شام کو بٹالہ سٹیشن سے ۸ بجے کی گاڑی میں گورداسپور سے اتر کر خاکسار ایڈیٹر الحکم یکہ میں قادیاں کو آرہا تھا کہ ۸ بجے قریب نہر کے کنوئیں پر جہاں ایک مختصر سا مکان بھی بنا ہوا ہے چار آدمی نظر آئے۔ جب یکہ نہر کے پل سے گذر کر اس راستہ کے نکڑ پر پہونچا جو موضع چیچہ کو جاتا ہے تو دو آدمی ان میں سے آملے اور تھوڑی دور تک باتیں کرتے گئے اور آخر انہوں نے یکہ پکڑ لیا اور آلہ چھوی کے ذریعہ مجھپر حملہ کیا خدا تعالےٰ کے فضل سے میں اس ضرب سے محفوظ رہا کیونکہ وہ چھوی الٹی ہو کر یکہ کے ڈنڈے اور رستے سے لگ کر میری کہنی اور گردے پر لگی اور بالآخر انہوں نے میری تلاشی لیکر دو روپیہ ۱۲ پائی نقد ایک صدری اور ایک تولیہ مجھسے اور ایک پگڑی اور چادر یکہ والے سے چھین لی۔ جس مقام پر مجھپر یہ حملہ کیا گیا اس مقام پر اکثر اس قسم کی وارداتوں کی شکایتیں سننے میں آیا کرتی ہیں۔ اس قسم کی سینہ زوری اس سڑک پر بہت خطرناک معاملہ ہے کیونکہ ہماری جماعت کے اکثر یکے رات کو اور اکثر لوگ پیادہ پا قادیاں آتے رہتے ہیں۔ جناب سب انسپکٹر صاحب بٹالہ اس واقعہ کی اطلاع پاتے ہی فوراً موقع پر پہنچ گئے۔ اور انہوں نے کامل تفتیش کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ میاں خدا بخش صاحب ایک مشہور متدین اور مستعد پولیس افسر ہے وہ میری کسی تعریف کا محتاج نہیں انکی دیانتداری اور راستبازی اعلےٰ افسروں تک مسلم ہے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ انکی اور ان کے ماتحتوں کی سعی اور توجہ اس معاملہ کو روز روشن میں لے آئیگی۔ اور اصلیت کھل جاویگی مفصل حالات پھر لکھونگا۔ اسوقت میں اپنی جماعت کے ان احباب کو مطلع کرنا چاہتا ہوں جو علےٰ العموم رات کو آیا جایا کرتے ہیں کہ وہ آیندہ احتیاط سے کام لیں کچھ ہرج نہیں ہے اگر وہ بٹالہ سے صبح کو روانہ ہوا کریں اگرچہ ان کا شوق اور ارادات انہیں کھینچے لئے آتی ہے مگر لا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ بھی ارشاد الٰہی ہے مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میاں خدا بخش سب انسپکٹر بٹالہ کی توجہ اس راستہ کو خطرناک نہیں رہنے دیگی تاہم احتیاط ضروری ہے۔

پوسٹماسٹر گورداسپور کے مظالم کی داستان

پیشتر الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ایک مختصر سا نوٹ پوسٹماسٹر گورداسپور کے متعلق درج کیا تھا اور میرا خیال تھا کہ وہ اپنے طریق کو بدلکر اپنی ماتحتوں اور ہمعصروں میں ہر دلعزیزی پیدا کرنیکی سعی کرینگے مگر انہیں شائد اسکی ضرورت اور حاجت نہیں مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ پوسٹماسٹر گورداسپور نے اگر اپنے طرز عمل کو نہ بدلا اور پارٹی فیلنگ کی روح جو وہ پیدا کر رہے ہیں اسکو نہ چھوڑا تو اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا بہر حال ان شکایتوں کو جو میرے پاس آرہی ہیں سلسلہ وار درج کرونگا۔ اگر لالہ تاراچند صاحب ان شکایتوں کا کوئی جواب رکھتے ہیں تو انہیں اختیار ہے کہ وہ میرے پاس بھیجدیں میں اسے بھی درج کردونگا میں امر تسر ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ صاحب اور جناب پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر کو توجہ دلاتا ہوں کہ ان شکایتوں کی ضرور تحقیقات ہونی چاہیئے جو پوسٹماسٹر گورداسپور کے خلاف کیجاتی ہیں۔ اور چونکہ لالہ تاراچند نے ایک پارٹی بنائی ہوئی ہے اسلئے جبتک انکی تبدیلی یہاں سے نہ ہوگی ممکن نہیں کہ اصلاح ہو سکے۔ میں آج چند سوالات پوسٹماسٹر صاحب گورداسپور سے پوچھنا چاہتا ہوں اور ان کا جواب بعض سوالات پر خاص روشنی ڈالیگا۔

(۱) کیا یہ سچ ہے کہ دویادو تاری پوسٹماسٹر گورداسپور کی روٹی پکاتا ہے اور اس خدمت کی صلہ میں بدوں داخل کرنے ضمانت کے اس نے چٹھی رسانی کا کام کیا ہے۔ اور یہ بھی کہ اسکی عمر پچیس سال سے زیادہ ہے۔

(۲) کیا یہ سچ ہے کہ پوسٹ ماسٹر گورداسپور نے بلونت سنگھ دیہاتی چٹھی رساں سے دو روپیہ کا گھی منگوایا اور اسکی قیمت مانگنے پر اظہار ناراضی کیا؟

(۳) کیا یہ سچ ہے کہ عداوت کیوجہ سے لالہ تاراچند نے پولیس گورداسپور کو غلام قادر دیہاتی چٹھی رساں کی نگرانی کرنیکیلئے لکھا؟ اور کیا وہ ایسا کرنے کے مجاز تھے؟

(۴) کیا یہ سچ ہے کہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۷ء کو پوسٹماسٹر صاحب ڈاک گاڑی پر نہر کے پل پر سیر کرنے کیلئے گئے جس گاڑی کے ذاتی طور پر استعمال کرنیکی انہیں اجازت نہیں ہے؟

فی الحال یہ چار سوالات جواب طلب شائع کئے جاتے ہیں ان کے جواب اگر پوسٹماسٹر صاحب دے سکتے ہیں تو بیشک دیں ورنہ میں خود واقعات کی بنا پر ان سوالات کا جواب صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر کی توجہ کیلئے شائع کرونگا۔

کارخانہ الحکم میں مشین پہنچ گئی

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور محض اسکی تائید اور توفیق سے آخر وہ آرزو بھی پوری ہو گئی جو دو سال پیشتر الحکم کے ذریعہ میں نے ظاہر کی تھی کہ چھپائی کی آئے دن کی مشکلات کو آسان کرنے کے لئے مشین کا آنا ضروری ہے مختلف اوقات میں میں اس ضرورت کو ظاہر کرتا رہا بعض لوگ میرے ان خیالات پر ہنسی اور ٹھٹھا بھی کرتے رہے لیکن آخر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسکے لئے راہ کھولدی اور پہلی مشین پہنچ گئی کارخانہ الحکم میں ۱۵ اور ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو پہنچ گئی والحمد للہ علےٰ ذالک انگریزی پریس کے لئے ٹائپ کی ایک مشین کا آرڈر بھی دیا ہوا ہے اس مشین کے اخیر نومبر تک پہونچ جانیکی توقع ہے اور ایسا ہی تار کے ذریعہ سلائی کی مشین اور کتابوں اور رسالوں کے کاٹنے کی مشین کیلئے بھی آرڈر دیا جاچکا ہے اسطرح میں خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے یقین رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ وہ وقت قریب ہے کہ کارخانہ الحکم میں انگریزی اور فارسی اور سلائی اور کٹائی کی مشین کام کرتی نظر آئیں گی۔ میں ابھی نہیں بتا سکتا کہ کارخانہ اب کیا کام کریگا مگر خدا کے فضل پر بہت بڑی امیدیں ہیں کہ یہ قوم کے متعلق قومی ضروریات کو پورا کرنیکی کوشش کیجائے گی اسمیں برکت ڈالنا اور اسکی توفیق دینا اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے جو کچھ ہوا اسی کے فضل سے ہوا اور جو کچھ ہوگا اسی کے کرم سے ہوگا سرپرستان الحکم اپنے پیارے الحکم کی توسیع اشاعت کیلئے پوری سعی کریں اور مشین کیلئے کام مہیا کرنیکی فکر۔ خدا کرے کہ ہمارے کاروبار میں اسکی عظمت اور جلال کا اظہار اور اس کے پاک رسول کی صداقت اور جلالت شان کی اشاعت

الہامات

۸ - اکتوبر ۱۹۰۷ء - خیر اور نصرت اور فتح انشاء اللہ تعالیٰ -

۲ - وما منّا الّا لہ مقام معلوم -

ترجمہ - اور ہم میں سے ہر ایک کے واسطے ایک مقام معلوم ہے -

۳ - ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء -

ترجمہ - تجھے وہ لوگ مدد دیں گے جنکو ہم آسمان سے وحی کریں گے -

۴ - قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا

ترجمہ - اس نے نجات پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور وہ نامراد ہوا جس نے اس کو بگاڑ دیا -

۵ - وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا

ترجمہ - اور ہم کسی بستی پر عذاب نہیں لاتے جب تک کہ اس میں رسول نہ بھیج لیں -

۶ - حنیف مسیح -

۱۷ ؍اکتوبر ۱۹۰۷ء - انی انا الرحمٰن - لا یخزی عبدی ولا یُھان - عشقک قائم و وصلک دائم

قصیدہ مدحیہ درشانِ امام ہمام عالیجناب المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام متضمن برخیلے از احوال عاشقان الٰہی از غلام غلامان مسیحیت مآب

خواجہ کمال الدین وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور

ندارم احتیاج شہریارے | کہ ہستم بروئے امیدوارے
شدم فارغ ز شاہانِ زمانہ | کہ سر دارم بدہلیز نگارے
گدایانہ بکویش او فتادم | نیارم پیش شہریارے در شمارے
دلم رم کردہ از آہو نگاہاں | بمن چشم عنایت کردہ یارے
سلامم دہ بزلفِ ماہرویاں | کہ دل بستم بہ تیز اک نگارے
چہ دانی حالِ ما اے خشک ملّا | ترا از عشق و مستی ننگ و عارے
جنونِ عشق او شد مصقلِ عقل | بدو شد عقل پاک از ہر غبارے
علاجِ دردِ من شد دردِ عشقش | بعشقش یافتم صبر و قرارے
بیا بنشیں بمن دردِ دل مثال | اگر خواہی کہ باشی ہوشیارے
دریں جا نام بیمارے شفا ہست | تسلی بخشِ دل آں اضطرارے
ہماں شد واقفِ سرِّ حقیقت | کہ جست از عقل و فہم خود کنارے
بچشمِ ناکساں یک سادہ لوحے | نگر در ملکِ حکمت تاجدارے
ز سیم و زر تہیدستے بظاہر | مگر مستور از لطفِ نگارے

کسے کو طوق عشقش شد بگردن
ز انعالِ زماں شد رستگارے

الا اے منکر از شانِ مسیحا | بیا بشنو ز من احوال یارے
شفائے ہر مرض در دادیار است | شدہ والا بکوئے نگارے

ہلاکت شد دم او بہر اغیار | مگر آبِ حیاتے بہر یارے
ز دستش حلِ مشکلہائے مردم | ز انفاسش شود گلزار خارے
ز نطقش سحرِ ملایاں شکستہ | عصا شد خامۂ او بہر مارے
ز علم و خیری ناآشنائے | مگر اسرارِ حق را رازدارے
ز دنیائے دنی چوں تافتہ رو | کند دنیا بروئش جاں نثارے
غم روزے نخورد جانِ عزیزت | کفیل او شدہ پروردگارے
ز ہر خوشہ رساند خرمن او را | بیارد نعمتے از ہر دیارے
نشانِ بے نشانے گر بجوئی | بیا کن صحبتے با آں نگارے
بہر رکعت نشاں خارج ز عادت | خدا داند کہ من دیدم ہزارے
چو آید بر لبش حرفِ دعائے | قضائے آسماں گوید کہ آرے

دعائے او قضائے آسمانی
برو آساں شدہ ہر صعب کارے

ز اخلاقِ کریم او چہ گویم | دریں آواں نبی را یادگارے
بشفقت از پدر افزوں تر او | بمہرش مہرِ مادر ہیچ کارے
بخدمت چاکر و در دوستداری | رفیق و مونس و غمخوار و یارے
ترحم مے کند بر دشمناں ہم | پئے ایمان شناسنت اشکبارے

برافت مسلم و کافر برابر
پئے اغیار و یارے غمگسارے

مطاعِ عالم و مخدومِ دنیا | مگر در کارِ دیں خدمت گذارے
غمِ اسلام خوردہ مغزِ جانش | دو چشمانش پئے دیں اشکبارے
شماری ایں کسے را دشمنِ دیں | بریں عقل است تف اے بد شعارے

مثالِ علم تو آمد بقرآن
کتابے چند بر پشتِ حمارے

شنو یک نکتہ از من کہ کافی است | اگر باشی عقیل و ہوشیارے
بزعم تو کسے کو حق پرست است | خدا کردہ بچہ را رسوا و خوارے
مگر آں کس کہ دانی دشمنِ دیں | بہر موطن ہموں شد کامگارے
بایام وفا دوست قضا بیں | باو شد یار خصمش سازگارے
خدا را اندکے بنگر کہ تو دیدی | کسے شد با عدوئے خویش یارے
اگر او مفتری بودے و کذابے | بروزے چند گشتے سخت خوارے
مگر کارش بہر دم در ترقیست | خدا در نصرتش چوں دوستدارے
زمانِ او فزوں از بست و سہ شد | چہ از وحی اش مخاطب کرد یارے
چو ایں کذب است حیرانم چہ گوئی | ببہتانِ آں رسولِ کردگارے

مگر قطع و تیں گاہے بخواندے
چہ شد عقل ترا اے ہوشیارے

خدا را توبہ کن زیں فسق و عصیاں | بترس از اخذ آں غیرت شعارے
کہ او طاعون را کرد مسلط | بر آں کو سینہ اش پر از نقارے
بلاہائے دگر ہم کرد پیدا | خبر داد از بلا در ہر دیارے

کمہائے تیس ہماں یابہ کہ باشد
بہ امام وقت را خدمت گذارے

الا اے مرغِ طبعم ایں چہ تیغم | تمادر فکرِ ایں عالم قرارے

مگر اوجِ ہمائے سکت بود
ازیں پیشتر خدا را تا کبے خود

---

* یہ مصرعہ تصنیف حضرت اقدس سے ہے جو بطور تضمین لایا گیا ہے

بھیڑ چال

مندرجہ بالا عنوان میں نے اس واسطے رکھا ہے کہ بعض کیا اکثر لوگ محض رسوم کے پابند ہوتے ہیں اور اتنا حوصلہ نہیں رکھتے کہ تھوڑی سی مردانگی سے کام لیکر اپنے دل سے وہ میل دھو ڈالیں جو ان کو ڈرپوک بنائے رکھتی ہے۔ اسی واسطے بجائے اس کے کہ وہ کسی بدرسم کو دور کریں اور استقلال سے اس کا مقابلہ کریں خود بخود ہی ایسی بیہودہ رسومات کے سیلاب میں گر کر غرق ہو جاتے ہیں اور یہاں تک پہنچ جاتے ہیں کہ آخر خود ہی اس بدرسم کی ایک بنیاد بن جاتے ہیں جیسے عام لوگ باتوں ہی باتوں میں ایک مضبوط دیوار قائم کر لیتے ہیں جس کا گرانا پھر مشکل ہو جاتا ہے۔ اصل میں اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ بعض لوگ دنیا میں بھیڑ چال چلا کرتے ہیں اور اس بات کی طرف ان کا ذہن کبھی بھی منتقل نہیں ہوتا اور ان کے وہم میں بھی یہ بات نہیں گذرتی کہ اصلیت کو ڈھونڈیں۔ اور رسومات سے الگ ہو کر تھوڑی دیر کے لئے حقیقت پر غور کریں۔ آجکل رمضان کا مہینہ ہے۔ اور ایمانداروں کے لئے بڑی خیر و برکت کا مہینہ ہے۔ مگر افسوس کہ بعض نام کے مسلمانوں کو یہ مہینہ ایک قسم کی قید معلوم ہوتا ہے۔ اور تقریباً ۱/۴ حصہ سے زیادہ ایسے رسمی مسلمان ہونگے جو حقیقت میں بے روزہ ہوتے ہیں۔ مگر جو روزہ دار بھی ہیں ان میں سے بھی بعض کی عجیب حالت ہو رہی ہے۔ وہ خواہ بیمار ہو جائیں غشی پہ غشی ہو مرنے لگیں مگر روزہ رکھیں گے اور ضرور رکھینگے۔ ایسے ہی اپنے خیال کیا سرے سے ہی واقف کار لوگ موجود ہیں صبح سے لیکر شام تک سفر کرتے رہینگے۔ مگر روزہ نہیں چھوڑینگے اور بڑے فخر سے بیان کرینگے کہ باوجودیکہ ہم چند دن سے بیمار تھے مگر روزہ نہیں چھوڑا اور بار بار ڈینگیں ماریں گے کہ ہم نے اتنے میل سفر کیا مگر ذرہ پرواہ نہیں کی باوجودیکہ فلاں فلاں بے وقوف ہمیں منع کرتے رہے کہ روزہ چھوڑ دو سفر میں روزہ جائز نہیں مگر ہمیں کوئی تکلیف نہ تھی۔ ایسے ایسے بہانوں سے ہم روزے نہیں چھوڑ سکتے اور نہ ہی ماہ رمضان کے بعد ان دنوں کی گنتی کو پورا کر سکتے ہیں۔ اور نہ صرف یہی بلکہ سمجھانے والوں کو طرح طرح کی صلواتیں بھیجتے اور عجیب عجیب القابوں سے یاد کرتے ہیں۔ اصل میں یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو بھیڑ چال چلنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اس بات سے ان کو کوئی غرض نہیں ہوتی کہ خدا بھی ہمارے اس فعل سے راضی ہے یا نہیں وہ تو اپنے آپ کو روزہ دار کہلوانا چاہتے ہیں۔ خواہ خدا کے حکم کی فرمانبرداری ہو یا نہ ہو۔ ہم لوگوں کو چاہئے کہ اپنی مرضی کو چھوڑ کر خدا کی مرضی پر چلنے کی کوشش کریں۔ اور ہر ایک کام سے پہلے سوچ لیا کریں کہ خدا کیا فرماتا ہے نہ کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ فقط

محمد ظہیر الدین

مسلمانوں کی بے تعصبی

یہود اور دولت عثمانیہ

مسلمانوں کی بے تعصبی کے متعلق بہت سے تاریخی واقعات اس طرز حکومت کے پیش کئے جا چکے ہیں جو مدت ہوئی مٹ چکی ہے مگر اس وقت ہم ایک موجودہ اسلامی سلطنت کی بے تعصبی دکھانا چاہتے ہیں یعنی دولت عثمانیہ کا اپنی یہودی رعایا کے ساتھ کیا برتاؤ رہا؟ اس مضمون کا موضوع ہے + موجودہ زمانہ میں دولت عثمانیہ ایشیائے کوچک۔ شام۔ عراق۔ طرابلس الغرب اور چند جزیروں سے مرکب ہے دولت عثمانیہ کے پہلے طرابلس کے سوا یہ تمام ملک رومۃ کے ہاتھ میں تھے۔ اسوقت دارالسلطنت قسطنطنیہ تھا سلطنت کا مذہب عیسائیت تھا۔ اور زبان یونانی تھی۔

سنہ عیسوی کی ابتدا میں ان ملکوں میں سلانیک۔ اتینا۔ کورنت۔ قبرص دمشق۔ انطاکیہ۔ قونیہ وغیرہ میں یہودیوں کے بہت سے فرقے آباد تھے۔ یہ مقامات گو اب ویران ہیں یا چھوٹے دیہات ہیں مگر اس سے پہلے وہ بڑے آباد شہر تھے یہودیوں کی اصلی زبان تو عبرانی ہے مگر یہاں جو یہودی آباد ہو گئے تھے انکی دوسری زبان یونانی تھی۔ یونانی زبان کا انمیں اتنا رواج ہو گیا تھا کہ وہ مذہبی عبادات بھی اسی زبان میں ادا کرتے تھے علوم اسی زبان میں سیکھتے تھے لیکن عبرانی کی تعلیم بھی جاری تھی۔ یہودیوں کے قسطنطنیہ میں مدارس تھے جہاں علمائے یہود۔ تورات۔ تلمود۔ حساب۔ ہندسہ۔ جبر۔ ہیئات موسیقی کی تعلیم دیتے تھے۔

بنجمن۔ طلیطلہ (ٹالیڈو) کا ایک مشہور قدیم سیاح ہے۔ اس نے سنہ ۱۱۶۹ء میں مشرق کا سفر کیا تھا۔ اس نے اس سلطنت کے متعلق بیان کیا ہے کہ یہاں ... ۱۵ یہود آباد ہیں جن میں سے .. ۲۵ صرف قسطنطنیہ میں رہتے ہیں + ترکوں کی سلطنت جب تیرہویں صدی عیسوی میں پھیلنے لگی۔ تو جہاں یہ پہنچے یہودیوں کو انہوں نے زیر حمایت لے لیا۔ ترکی سلطنت کی ابتدا میں ترکوں کا پایہ تخت بروسہ تھا وہاں بہت سے یہودی ترکوں کے زیر سایہ رہتے تھے۔ ہر ایک سے سلطنت سالانہ جزیہ (ٹیکس) لیتی تھی۔ خاخام باشی وہاں ایک عہدہ تھا جس کا فرض یہ تھا کہ وہ ان جزیوں کو جمع کر کے بیت المال میں داخل کر دے۔ اس تھوڑی سی مقدار (جزیہ) کے عوض میں انکو ہر قسم کی راحت اور آزادی حاصل تھی۔ تجارت۔ زراعت۔ زمینداری اور ہر قسم کے پیشوں کی انکو عام اجازت تھی۔ ملک کے ہر حصہ میں بغیر کسی مخالفت کے وہ سفر کر سکتے تھے سنہ ۱۳۶۰ء میں دولت عثمانیہ نے ادرنہ اور قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا۔ ان وقتوں میں کثرت سے یہودی ظاہر ہوئے تھے سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ نے قسطنطنیہ کے بطریق کو رہا کر کے اسکو تمام یہودیوں کا مذہبی سرگروہ منتخب کیا۔ اور خاخام باشی کا اس کا خطاب دیا بطریق روم کی طرح اسکو بھی مجلس وزرا میں آنے کی عام اجازت عطا کی۔ اور یہاں تک اسکی عزت ملحوظ رکھی کہ اعزازی مجلسوں میں اسکی کرسی تخت کے داہنی جانب ہوتی تھی۔

پندرھویں صدی عیسوی میں اسپینیوں نے یہود کو جب اسپین سے جلا وطن کر دیا تو ان کا ایک بڑا حصہ ممالک عثمانیہ ہی میں آکر آباد ہوا۔ یہودیوں میں اب تک یہ جلا وطنی ہجرت کبریٰ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ گروہ قسطنطنیہ سلانیک اور بلقان کے جزیرہ نما میں آکر آباد ہوا۔ کچھ لوگ ایشیائے کوچک کی راہ سے فلسطین مصر وغیرہ میں آکر بسے۔ مصر اور فلسطین اس وقت تک ترکی دائرہ حکومت میں شامل نہ تھا۔ اسوقت عنان حکومت بایزید کے ہاتھ میں تھی۔ جو سلطان محمد فاتح کا بیٹا تھا۔ سلطان بایزید بڑا مدبر اور بڑا جبروت کا بادشاہ گذرا ہے۔ اسپین سے بلاد عثمانیہ میں یہودیوں کی ہجرت دیکھکر یہ بہت خوش ہوتا تھا۔ اسکی خوشی اور مسرت کا اس سے اندازہ ہوگا کہ ایک دن اس نے اپنے خاص وزراء سے کہا کہ تم کہا کرتے تھے کہ اسپین کا بادشاہ فرڈنینڈ بڑا عاقل ہے کیا یہ عاقل بادشاہ وہی ہے جو اپنا ملک تباہ کر کے میرا ملک آباد کر رہا ہے۔ ان مہاجرین کی کثرت اتنی ہوئی کہ خود یہاں کے خاص یہود بھی ان لوگوں سے متاثر ہو گئے۔ اسی لئے آج ممالک عثمانیہ میں کم کوئی ایسا یہودی ہوگا جسکی زبان پر ایک دو اسپینی زبان کا لفظ نہ ہو۔

عثمانی حکومت کے زیر سایہ یہود اسی عیش و آرام سے رہے۔ جیسے وہ اندلس کی عربی سلطنت میں رہے تھے۔ یہودیوں کی بدولت ممالک عثمانیہ میں صنعت و حرفت کو بڑی ترقی ہوئی۔ توپ۔ بارود کی صنعت یہی لوگ بلاد عثمانیہ میں لائے جہاں یہ آباد ہوئے تجارت کو خوب وسعت دی۔ سلطنت کو انپر بڑا اعتماد تھا۔ ترجمانی جیسا سخت ذمہ داری کا عہدہ انہیں لوگوں کے لئے مخصوص تھا۔ کیونکہ یہ لوگ عموماً چند زبانوں میں ماہر ہوتے تھے۔ ان مہاجرین یہود میں ایسے افراد بھی کثرت سے تھے جنہوں نے اندلس میں طب حاصل کی تھی جب ممالک عثمانیہ میں انہوں نے سکونت اختیار کی تو یہاں انہوں نے طبابت شروع کردی۔ جس سے ان کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔

سلاطین عثمانیہ نے ان لوگوں پر جو شاہانہ عنایتیں کیں انکا ایک شمہ یہ ہے کہ سلطان مراد خاں مرحوم کا خاص طبیب اسحٰق نام ایک یہودی تھا۔ سلطان اسکی بڑی عزت کرتا تھا۔ پاشا کے خطاب سے بھی سرفراز تھا۔ سلطان محمد فاتح کا بھی خاص طبیب موسیٰ ہامون اندلسی یہودی تھا۔ اسکی اولاد اب تک ممالک عثمانیہ میں باقی ہے۔ اسوقت تک انکا یہ احترام ہے کہ وہ جزیہ سے سبکدوش ہیں۔ سترھویں صدی یہود کے لئے ایک ممتاز صدی ہے جسمیں بہت سے یہودیوں نے ملک میں بڑے بڑے درجے حاصل کئے۔ محکمہ مال کے معتمد مقرر ہوئے۔

سلطنت عثمانیہ کے یہودی رعایا کی تاریخ میں ایک اہم واقعہ یہ ہے جس سے یہ معلوم ہوگا کہ سلطان کا یہودیوں کیساتھ کتنا عنایت آمیز برتاؤ ہے۔ سترھویں صدی ہجری میں یہودیوں میں ایک مدعی مسیحیت کے پردہ میں مدعی سلطنت پیدا ہوا۔ یہ ایک بہت ہی معمولی سا آدمی تھا۔ اسکا باپ کسی انگریزی کمپنی میں دلال تھا۔ چند سال پہلے مقتدایان یہود نے پیشنگوئی کی تھی کہ آغاز عالم سے ۵۴۲۶ سال بعد سنہ ۱۶۶۶ء میں مسیح موعود ظاہر ہوگا۔ اس حیلہ سے اس نے ادعائے مسیحیت کیا اور اپنی کو مسیح موعود ظاہر کیا۔ یہ شخص گورا اور بہت خوبصورت تھا۔ عزلت نشینی زیادہ پسند کرتا تھا۔ روزہ بہت رکھتا تھا۔ ہمیشہ دریا کے پانی سے غسل کیا کرتا تھا۔

ایک مدت تک یہ اسی طرح عزلت نشین رہا۔ پھر اس نے ایکدن ازمیر کے کنیسہ میں اپنی مسیحیت کا اعلان کیا۔ لوگ دشمن ہو گئے یہ یہاں سے سلانیک چلا گیا اور وہاں اس نے لوگوں کو اپنے جدید مذہب کی دعوت دی۔ بہت سے عوام اسکے حلقہ میں داخل ہو گئے۔ سلانیک سے یہ قاہرہ گیا۔ قاہرہ ہی میں اس نے ایک یہودی عورت سے جسکا نام سارہ تھا۔ بیاہ کر لیا۔ قاہرہ سے کامیابی کے ساتھ بیت المقدس آیا اور یہاں ایک مدت تک اقامت کی۔ بیت المقدس سے پھر ازمیر چلا آیا یہود اس سے بڑی تعظیم کے ساتھ پیش آئے اور اب عام لوگ اسکو مسیح ماننے لگے۔ جب کبھی یہ گھر سے باہر نکلتا لوگ دوڑ دوڑ کر اس کے آگے حلقہ باندھ لیتے اور توراۃ کی آیتیں تلاوت کرنے لگتے۔ سلطنت نے پہلے اسکو خفیف معاملہ سمجھکر اس سے کچھ تعرض نہیں کیا مگر ازمیر کے گورنر نے جب یہ دیکھا کہ روز بروز اس کا اقتدار بڑھتا جاتا ہے جو سیاسی پہلو سے بالکل غیر مناسب ہے اس نے مسیح موعود کو گرفتار کر کے قسطنطنیہ بھیجدیا۔ قسطنطنیہ میں یہ مدتوں قید رہا لیکن کسی وجہ سے قسطنطنیہ سے نکالکر دردانیال کے قریب کسی قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ مسیح کی اس بیچارگی پر بھی معتقدین ہمیشہ قیدخانہ میں اسکی زیارت کو آتے تھے ——— اس قلعہ سے معلق ادرنہ کے قیدخانہ میں بھیجدیا گیا۔ اتفاق سے اس وقت سلطان محمد چہارم بھی یہیں مقیم تھا۔ سلطان نے مناسب سمجھا کہ اسکی مسیحیت کا امتحان کیا جائے۔ سلطان نے حکم دیا کہ مسیح موعود کو برہنہ سامنے ستون میں باندھ دو اور اسکو تیر مارو۔ اور مسیح موعود سے سلطان نے کہا کہ اگر تم واقع میں مسیح موعود ہو تو اس سے بہتر ہے کہ ایک عالم کے لئے باعث فلاح ہو۔ اپنے آپ کو اس عذاب سے بچا لو۔ جب اس نے رہائی کی کوئی تدبیر نہیں دیکھی اور ہر طرف سے اسکو مایوسی ہو گئی تو اسی وقت مسلمان ہو گیا اور اپنا نام محمد آفندی رکھا۔ سلطان نے اس کے لئے ایک وظیفہ مقرر کر دیا۔ سارہ بھی مسلمان ہو گئی اس کا نام فاطمہ رکھا گیا۔

محمد آفندی چونکہ صرف اپنی جان کی حفاظت کے لئے مسلمان ہوا تھا۔ دل سے مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اس لئے کبھی یہ مسجد میں آتا تھا اور کبھی کنیسہ میں۔ ایک قدم مسجد میں ہوتا تو دوسرا کنیسہ میں۔ مسلمانوں کو اسکی یہ طرز روش پسند نہ آئی انہوں نے کچھ کرنا چاہا مگر سلطان نے اسی پر کفایت کی کہ اسکو ارناؤد کیطرف جلا وطن کر دیا۔ بقیہ زندگی اس نے یہیں گذاری اور یہیں مرا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے کل معتقدین بھی مسلمان ہو گئے۔ اور سب نے سلانیک میں توطن اختیار کر لیا۔ ان لوگوں کی اولاد اب تک باقی ہے اور قریباً دس ہزار انکی اسوقت تعداد ہے۔ مگر یہ نہ مسلمان ہیں اور نہ یہودی ہیں مذبذبین بین ذلک لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء۔ ترک انکو مسلمان نہیں سمجھتے ان کو وہ مہتدین کہتے ہیں۔ خود مہتدین بھی اپنے کو نہ مسلمان سمجھتے ہیں نہ یہودی نہ مسجد کی طرف ان کا قدم بڑھتا ہے اور نہ کنیسہ کی طرف مگر نام کو یہ مسلمان ضرور ہیں اپنا نام مسلمانوں ہی کے طریقہ کا محمد علی۔ وغیرہ رکھتے ہیں + لیکن جو لوگ خاص یہودی ہیں وہ ممالک عثمانیہ میں ابتک یعنی انیسویں صدی تک بہت آرام اور آزادی سے رہتے ہیں اور اب تو اس ملک کا نظام قانون ہی بدل گیا۔ سلطانی فرامین اکثر صادر ہوتے رہتے ہیں کہ جدید تمدن اختیار کیا جائے اور تمام رعایا میں بلا تفریق ملک و ملت مساوات ملحوظ رکھی جائے۔ اس حکم کے رو سے یہودیوں کو بھی وہی حقوق ہیں جو اور قوموں کے ہیں۔ ملکی فوجی ہر قسم کے عہدوں پر یہود ممتاز ہیں بعض بعض یہودیوں نے بڑے بڑے عہدے حاصل کر لئے ہیں ممالک عثمانیہ میں یہودیوں کی تعداد ۴۷۲۰۰۰ ہے۔

سلانیک میں ۷۵۰۰۰	قسطنطنیہ میں ۶۵۰۰۰	بیت المقدس میں ۴۰[illegible]
ازمیر میں ۲۰۰۰۰	صنعا میں ۳۰۰۰۰	ادرنہ میں ۱۷۰۰۰
بغداد میں ۴۰۰۰۰	مختلف ممالک میں ۱۸۵۰۰۰	

تمام دنیا کے یہودیوں نے ملکر جو انجمن بنام الاتحاد الاسرائیلی العام قائم کی ہے اسکی وجہ سے ممالک عثمانیہ کے یہودی علوم و فنون میں طرز معاشرت میں بہت کچھ ترقی کر رہے ہیں۔ اس انجمن نے ایک سو تیس مدرسے جا بجا کھولے ہیں مگر [illegible]

حضرت مسیح موعود اور برٹش گورنمنٹ

میری ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ بعض ضروری مضامین کو جو سلسلہ عالیہ احمدیہ یا اس کے مقدس اور محترم بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لائف کا جزو اعظم ہیں یکجا کر دیا جاوے تاکہ وہ آئندہ مفید ثابت ہوں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مؤرخ کو سہولت اور آسانی ہو۔ علاوہ بریں ایسے یکجائی مضامین ایک خاص اہمیت اور اثر بھی پیدا کرتے ہیں چنانچہ مینے اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کے حصّہ کو الگ الحکم میں جمع کرنا شروع کر دیا تھا اور ایک بڑا حصّہ میں اس کا شائع کر چکا تھا کہ ایک دوست نے اس کو کتاب کی صورت میں شائع کرنیکا ارادہ کر لیا اس لئے مینے اس کو وہیں رہنے دیا۔ ازاں بعد حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو حضور کی مختلف تصانیف۔ اشتہاروں اور تقریروں سے لیکر پورے طور پر الحکم میں جمع کر دیا۔ اب میں مندرجہ بالا عنوان پر حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور ہدایتوں کو جمع کرنا چاہتا ہوں جس سے ثابت ہو جاویگا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیشہ گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق اپنی جماعت اور دوسرے مسلمانوں کو کیا تعلیم دی ہے۔ میں اس حصّہ میں اپنی طرف سے کسی قسم کے حاشیہ چڑھانے کی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ ہی کے الفاظ درج کروں گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

مجھے اس امر کے اعادہ کی بھی یہاں ضرورت نہیں کہ حضرت اقدس حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کا خاندان گورنمنٹ کا ایک وفادار دوست خاندان رہا ہے + حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے اس اقتباس میں میں اس تحریر کا حوالہ دیتا جاؤں گا جہاں سے وہ لی گئی ہے۔ اس حصہ کو جمع کرنے کا ایک موجب حضرت حکیم الامۃ کی وہ تقریر بھی ہے جو آپ نے اس جلسہ میں کی تھی جو قادیان میں اظہار وفاداری کی خاطر گذشتہ شورش کے ایام میں کیا گیا تھا۔ بہرحال امید کیجاتی ہے کہ ناظرین اس حصہ کو غور سے پڑھیں گے۔ اور بہت فائدہ اٹھائیں گے وباللہ التوفیق

سب سے اول جو اشتہار حضرت مسیح موعودؑ نے کتاب براہین احمدیہ کے متعلق اردو اور انگریزی میں بیس ہزار شائع کیا تھا اس میں آخری حصہ میں لکھا ہے۔

"بالآخر اس اشتہار کو اس دعا پر ختم کیا جاتا ہے کہ خداوند کریم تمام قوموں کے مستعد دلوں کو ہدایت بخشے کہ تا تیرے رسول مقبول افضل الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تیری کامل و مقدس کلام قرآن شریف پر ایمان لاویں اور اس کے حکموں پر چلیں تا ان تمام برکتوں اور سعادتوں اور حقیقی خوشحالیوں سے متمتع ہو جاویں کہ جو سچے مسلمان کو دونوں جہان میں ملتی ہیں اور اس جاودانی نجات اور حیات سے بہرہ ور ہوں کہ جو نہ صرف عقبےٰ میں حاصل ہو سکتی ہے بلکہ سچے راستباز اسی دنیا میں اس کو پاتے ہیں بالخصوص قوم انگریزیہ جنہوں نے ابھی تک اس آفتاب صداقت سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی اور جنکی شائستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش بخشتا ہے کہ ہم ان کے دنیا و دین کے لئے دلی جوش سے بہبودی و سلامتی چاہیں تا ان کے گورے سپید منہ جسطرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں"

پھر کتاب براہین احمدیہ جلد سوم کے شروع میں ایک مضمون اسلامی انجمنوں کی خدمت میں التماس ضروری کے عنوان سے لکھا جس کے بعض حصے درج ذیل ہیں۔

مسلمانوں پر جن امور کا اپنی اصلاح کے لئے اپنی ہمت اور کوشش سے انجام دینا لازم ہے وہ انہیں فکر اور غور کے وقت آپ ہی معلوم ہو جائیں گے حاجت بیان و تشریح نہیں مگر اس جگہ ان امروں میں سے یہ امر قابل تذکرہ ہے جس پر گورنمنٹ انگلشیہ کی عنایات اور توجہات موقوف ہیں کہ گورنمنٹ ممدوحہ کے دل پر اچھی طرح یہ امر مرکوز کرنا چاہیئے کہ مسلمانانِ ہند ایک وفادار رعیت ہے کیونکہ بعض ناواقف انگریزوں نے خصوصاً ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے کہ جو کمیشن تعلیم کے اب پریسیڈنٹ ہیں اپنی ایک مشہور تصنیف میں اس دعوے پر بہت اصرار کیا ہے کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے دلی خیر خواہ نہیں ہیں اور انگریزوں سے جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں۔ گو یہ خیال ڈاکٹر صاحب کا شریعت اسلام پر نظر کرنے کے بعد ہر ایک شخص پر محض بے اصل اور خلاف واقعہ ثابت ہوگا لیکن افسوس کہ بعض کوہستانی اور بے تمیز سفہا کی نالائق حرکتیں اس خیال کی تائید کرتی ہیں اور شاید انہیں اتفاقی مشاہدات سے ڈاکٹر صاحب موصوف کا وہم بھی مستحکم ہوگیا ہے کیونکہ کبھی کبھی جاہل لوگوں کی طرف سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتی رہتی ہیں لیکن محقق پر یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا کہ اس قسم کے لوگ اسلامی تدین سے دور و مہجور ہیں۔ اور ایسے ہی مسلمان ہیں جیسے مکلین عیسائی تھا۔ پس ظاہر ہے کہ انکی یہ ذاتی حرکات ہیں نہ شرعی پابندی سے۔ اور ان کے مقابل پر ان ہزارہا مسلمانوں کو دیکھنا چاہیئے کہ جو ہمیشہ جان نثاری سے خیر خواہی دولت انگلشیہ کی کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں ۱۸۵۷ء میں جو کچھ فساد ہوا اس میں بجز جہلا اور بدچلن لوگوں کے اور کوئی شائستہ اور نیکبخت مسلمان جو باعلم اور باتمیز تھا ہرگز مفسدوں میں شامل نہیں ہوا بلکہ پنجاب میں بھی غریب غریب مسلمانوں نے سرکار انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مدد دی چنانچہ ہمارے والد صاحب مرحوم نے بھی باوصف کم استطاعتی کے اپنے اخلاص اور جوش خیر خواہی سے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس مضبوط اور لائق سپاہی بہم پہنچا کر سرکار میں بطور مدد کے نذر کی اور اپنی غریبانہ حالت سے بڑھ کر خیر خواہی دکھلائی اور جو مسلمان لوگ صاحب دولت و ملک تھے انہوں نے تو بڑے بڑے خدمات نمایاں ادا کئے۔ اب پھر ہم اس تقریر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ گو مسلمانوں کی طرف سے اخلاص اور

وفاداری کے بڑے بڑے نمونے ظاہر ہو چکے ہیں مگر ڈاکٹر صاحب نے مسلمانوں کی بدنصیبی کیوجہ سے اُن تمام وفاداریوں کو نظر انداز کر دیا اور نتیجہ نکالنے کے وقت ان مخلصانہ خدمات کو نہ اپنے قیاس کے صغریٰ میں جگہ دی اور نہ کبریٰ میں۔ بہرحال ہمارے بھائی مسلمانوں پر لازم ہے کہ گورنمنٹ پر اُن کے وہموں سے متاثر ہونے سے پہلے مجدد طور پر اپنی خیرخواہی ظاہر کریں۔ جس حالت میں شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جس کے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہوں اور جس کے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہوں اور جسکی مبارک سلطنت حقیقت میں نیکی اور ہدایت پھیلانے کے لئے کامل مددگار ہو قطعی حرام ہے تو پھر بڑے افسوس کی بات ہے کہ علمائے اسلام اپنے جمہوری اتفاق سے اس مسئلہ کو اچھی طرح شائع نہ کرکے ناواقف لوگوں کی زبان اور قلم سے مورد اعتراض ہوتے رہیں جن اعتراضوں سے ان کے دین کی سُستی پائی جائے اور انکی دنیا کو ناحق ضرر پہونچے۔ سو اس عاجز کی دانست میں قرین مصلحت یہ ہے کہ انجمن اسلامیہ لاہور و کلکتہ و بمبئی وغیرہ یہ بند و بست کریں کہ چند نامی مولویصاحبان جنکی فضیلت اور علم اور زہد اور تقوے اکثر لوگوں کی نظر میں مسلم الثبوت ہو اس امر کے لئے چن لئے جائیں کہ اطراف اکناف کے اہل علم کہ جو اپنے مسکن کے گرد نواح میں کسیقدر شہرت رکھتے ہوں اپنی اپنی عالمانہ تحریریں جن میں بہ طبق شریعت حقہ سلطنت انگلشیہ سے جو مسلمانان ہند کی مربی و محسن ہے جہاد کرنے کی صاف ممانعت ہو ان علماء کی خدمت میں بہ ثبت مواہیر بھیجدیں کہ جو بموجب قرار داد بالا اس خدمت کے لئے منتخب کئے گئے ہیں اور جب سب خطوط جمع ہو جائیں تو یہ مجموعہ خطوط کہ جو مکتوبات علماء ہند سے موسوم ہو سکتا ہے کسی خوشخط مطبع میں بصحت تمام چھاپا جائے اور پھر دس بیس نسخہ اس کے گورنمنٹ میں اور باقی نسخجات متفرق مواضع پنجاب و ہندوستان خاصکر سرحدی ملکوں میں تقسیم کئے جائیں۔ .... بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اسکی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامہ خلائق پر وارد ہیں سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالےٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعماء الٰہی کے اس کا شکر بھی ادا کریں لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گزار ہوں گے اگر وہ اس سلطنت کو جو اُن کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے نعمت عظمےٰ یقین نہ کریں ان کو سوچنا چاہیئے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر ملالت میں تھے اور پھر کیسے امن و امان میں آگئے پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کے لئے ایک آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے جس کے آنے سے سب تکلیفیں انکی دور ہوئیں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور ہر یک ناجائز روک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی کوئی ایسا مانع نہیں کہ جو ہم کو نیک کام کرنے سے روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل ڈال سکے پس حقیقت میں خداوند کریم و رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک پنجاب میں سرسبز ہوتا جاتا ہے اور جس کے فواید کا اقرار حقیقت میں خدا کے احسانوں کا اقرار ہے یہی سلطنت ہے جسکی آزادی ایسی بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکوں سے مظلوم مسلمان ہجرت کرکے اس ملک میں آنا بدل و جان پسند کرتے ہیں۔ اور جس صفائی سے اس سلطنت کے ظل حمایت میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے اور انکی بدعات مخلوط دور کرنے کے لئے وعظ ہو سکتا ہے اور جن تقریبات سے علماء اسلام کو ترویج دین کے لئے [illegible] گورنمنٹ میں جوش پیدا ہوتے ہیں اور فکر اور نظر سے اعلےٰ درجہ کا کام لینا پڑتا ہے اور عمیق تحقیقاتوں سے تائید دین متین میں تالیفات ہو کر حجت اسلام مخالفین پر پوری کیجاتی ہے وہ میری دانست میں آجکل کسی اور ملک میں ممکن نہیں۔ یہی سلطنت ہے جسکی عادلانہ حمایت سے علماء کو مدتوں کے بعد گویا صدہا سال کے بعد یہ موقعہ ملا کہ ہر یک بدعات کی آلودگیوں سے اور شرک کی خرابیوں سے اور مخلوق پرستی کے فسادوں سے نادان لوگوں کو مطلع کریں اور سیدنا رسول مقبول کا صراط مستقیم کھولکر ان کو بتلا دیں کیا ایسی سلطنت کی بدخواہی جس کے زیر سایہ تمام مسلمان امن اور آزادی سے بسر کرتے ہیں اور فرائض دین کو کما حقہ بجالاتے ہیں اور ترویج دین میں سب ملکوں سے زیادہ مشغول ہیں جائز ہو سکتی ہے حاشا و کلا ہرگز جائز نہیں اور نہ کوئی نیک اور دیندار آدمی ایسا بدخیال دل میں لا سکتا ہے ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ دنیا میں آج یہی ایک سلطنت ہے جس کے سایۂ عاطفت میں بعض بعض اسلامی مقاصد ایسے حاصل ہوتے ہیں کہ جو دوسرے ممالک میں ہرگز ممکن الحصول نہیں۔ شیعوں کے ملک میں جاؤ تو وہ سنت جماعت کے وعظوں سے افروختہ ہوتے ہیں اور سنت جماعت کے ملکوں میں شیعہ اپنی رائے ظاہر کرنے سے خائف ہیں۔ ایسا ہی مقلدین موحدین کے شہروں میں اور موحدین مقلدین کے شہروں میں اور موحدین مقلدین کی بلاد میں دم نہیں مار سکتے اور گو کسی بدعت کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیں مونہہ سے بات نکالنے کا موقع نہیں رکھتے آخر یہی سلطنت ہے جسکی پناہ میں ہر یک فرقہ امن اور آرام سے اپنی رائے ظاہر کرتا ہے اور یہ بات اہل حق کے لئے نہایت ہی مفید ہے کیونکہ جس ملک میں بات کرنے کی گنجایش ہی نہیں نصیحت دینے کا حوصلہ ہی نہیں اس ملک میں کیونکر راستی پھیل سکتی ہے راستی پھیلانے کے لئے وہی ملک مناسب ہے جس میں آزادی سے اہل حق وعظ کر سکتے ہیں۔ یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ دینی جہادوں سے اصلی غرض آزادی کا قائم کرنا اور ظلم کا دور کرنا تھا اور دینی جہاد انہیں ملکوں کے مقابلہ پر ہوئے تھے جن میں واعظین کو اپنے وعظ کے وقت جان کا اندیشہ تھا اور جن میں امن کے ساتھ وعظ ہونا قطعی محال تھا اور کوئی شخص طریقہ حقہ کو اختیار کرکے اپنی قوم کے ظلم سے محفوظ نہیں رہ سکتا تھا لیکن سلطنت انگلشیہ کی آزادی نہ صرف ان خرابیوں سے خالی ہے بلکہ اسلامی ترقی کی بدرجہ غایت ناصر اور موید ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس خداداد نعمت کا قدر کریں اور اس کے ذریعہ سے اپنی دینی ترقیات میں قدم بڑھاویں اور اسطرف بھی توجہ کریں